

اکتوبر 09ء جلد نمبر 21

شماره نمبر 10

شوال المکرم ۱۴۳۰ھ

حسن ترتیب

‘حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

پروفیسر محمد اکرم رضا 4

نعت بحضور سرور کائنات ﷺ

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری 5

فکرو نظر

خطیب الاسلام صاحبزادہ فیض الحسن علیہ الرحمہ 6

(ملکی سلامتی کے خلاف گھناؤنی سازشیں اور ہماری ذمہ داریاں۔۔۔) (اداریہ

علامہ رب نواز خاں اجمیری 7

(حرمت نکاح کے تین اصول۔۔۔) (دعوت قرآن

حضرت ابوالبلیان علیہ الرحمہ 12

(ذخیرہ اندوزی۔۔ ایک گھناؤنا جرم۔۔ دعوت حدیث

علامہ محمد رمضان مجددی 22

(دنیوی مصروفیات میں قلت باطنی نسبت کے استحکام کا باعث ہوتی ہے۔۔ البینات

سراج العارفین حضرت ابوالبلیان محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمہ 27

فضائل جبل اُحد

حضرت ابوالبلیان علیہ الرحمہ کا ایمان افروز خطاب 32

ماہِ شوال میں عمرہ کرنے والے پر حج فرض ہونے کی تحقیق

مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی 47

حضرت ابوالبلیان علیہ الرحمہ کا نظریہ انسان دوستی

پروفیسر ڈاکٹر ایزد مسعود ایڈووکیٹ 51

(عاشق رسول الحاج صوفی محمد صادق کیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔۔ یادِ رفتگاں

علامہ محمد اکبر نقشبندی ہریکوٹی 56

(عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کی روحانی سرگرمیاں۔۔ لمحہ بہ لمحہ رپورٹ

علامہ تنویر حسین مجددی 57

سانحہ ارتحال۔۔ اناللہ وانا الیہ راجعون 64

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

خدا کے بحرِ رحمت کا کنارہ کس نے دیکھا ہے

وہی خلاقِ ہستی ہے وہ دو عالم کا داتا ہے

گدائے بے نوا ہو وہ یا سلطانِ زمانہ ہو

پڑے افتاد جس پہ وہ اسی کے در پہ آتا ہے
 پیمبر آرزو کرتے رہے دیدارِ خالق کی
 محمد کے سوارِ ب جہاں کو کس نے دیکھا ہے
 ہمارے نغمہ توحید سے اولیٰ ہے ذات اُس کی
 کوئی مانے نہ مانے اس کو، روزی سب کو دیتا ہے
 فزوں تر عقل کم مایہ سے دیکھیں رفعتیں اس کی
 وہی حُسنِ دو عالم ہے وہ ہر اعلیٰ سے اعلیٰ ہے
 مصیبت میں جو اُس کا نام لیں تسکین ملتی ہے
 کہ اس کا ذکر ہی وجہ سکونِ بزمِ دنیا ہے
 رضا بزمِ دو عالم پر ہیں اس کی رحمتیں کیا کیا
 طلب سے بھی سوا بخشا ہے میں نے جب بھی مانگا ہے
 علامہ پروفیسر محمد اکرم رضا مجددی

نعت بحضور سرور کائنات ﷺ

ہر شے وجودِ یاب ہوئی ان کے نور سے
 ہر چیز کا ظہور ہے ان کے ظہور سے
 انجیل سے عیاں ہے ہویدا زبور سے
 قرآن ہے بھرا ہوا وصفِ حضور سے
 مہمانِ لامکاں بنایا گیا کسے
 موزوں ہے یہ سوال اِرنی گونے طور سے
 باذوق عاشقانِ نبی کا ہے تجربہ

آبِ مدینہ کم نہیں آبِ طہور سے
جب بھی کیا، طلب سے زیادہ عطا کیا
زندہ ہیں ہم انہی کے کرم کے وفور سے
وابستہ ان کے دامنِ رحمت سے ہیں جو لوگ
محفوظ وہ رہیں گے فساد و فتور سے
ان سے نہاں نہیں مری چشمانِ تر کا حال
وہ باخبر ہیں میرے دلِ ناصبور سے
وہ بھی کریم ان کا خدا بھی کریم ہے
دل کا پتہ نہیں مرا یومِ نشور سے
طارقِ ثناء نگار ہوں اس کے حبیب کا
امیدِ عفو ہے مجھے ربِ غفور سے
یہ خاص ہی کرم ہے خدائے حضور کا
نعتِ حضور طارقِ سلطان پور سے
محمد عبدالقیوم طارقِ سلطان پوری

فکر و نظر

جو عقیدہ عقلی تنقید کی زد میں آجائے، وہ بطور عقیدہ کے اپنے تقدس کو کھود دیتا ہے۔ جب عقائد عقل سے حاصل نہیں ہوتے تو پھر ان کے حصول کا کون سا ذریعہ ہے جو عقل سے بلند تر ہے اور عقل کی لغزشوں اور غلطیوں سے بھی پاک ہے۔۔۔ یاد رکھو کہ عقل کے نتائج پر شک کیا جاسکتا ہے لیکن اس وسیلہ علم (علمِ نبوت) پر شک کا گمان بھی نہیں ہو سکتا اور اگر اس پر بھی شک و شبہ کا امکان ہو اور اس کے پیش کردہ حقائق پر بھی منطقی جرح و نقد کی جاسکتی ہو تو پھر مذہب کا سارا تانا بانا دھڑ کر رہ جاتا ہے اور یقین کی شدت جو ایمان کے نام سے موسوم ہوتی ہے، کبھی بھی حاصل

نہیں ہو سکتی۔

پس وہ قطعی دلیل اور بے خطا وسیلہ معرفت، علم نبوت ہے جو ہر قسم کی عقلی تنقید سے ماوراء اور ہر قسم کی لغزش سے منزہ ہوتا ہے۔ وہ غیبی حقائق حواس خمسہ اور عقلی استدلال سے جانے نہیں جاسکتے، وہ علم نبوت کے وسیلہ سے جانے جاتے ہیں۔ ذات خدا۔۔۔ عالم آخرت۔۔۔ ملائکہ۔۔۔ جزا و سزا۔۔۔ جنت و جہنم۔۔۔ حشر و نشر۔۔۔ حیات بعد الممات۔۔۔ یہ سب اور ان کے متعلقہ دیگر تمام حقائق صرف ارشاد نبوت کی بنا پر ہی بلا دلیل و برہان، از روئے ایمان مانے جاتے ہیں۔ اور یہی وہ حقائق ہیں جن کے تسلیم کرنے پر نظام مذہب کی بنیاد ہے۔ یہ اعتقادات اور تیقنات اصول دین ہیں اور ان پر یقین حاصل ہونے کا صرف اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ علم نبوت ہے۔ نبی چونکہ اللہ کے پاس سے آتا ہے اور وہ علم بھی ذات ہی سے لیتا ہے، اس لئے اس کا علم حضوری ہوتا ہے۔ نبی کی خلوت اللہ کی دید اور اسکی جلوت اللہ کی شنید ہوتی ہے۔

(ماخوذ از مقالات خطیب الاسلام ص ۵۶)

خطیب الاسلام، قائد تحریک ختم نبوت، قافلہ سالار تحریک حریت،
حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن قدس سرہ الاحسن
وارث مسند آلو مہار شریف و سابق صدر جمعیت العلماء پاکستان

اداریہ

ملکی سلامتی کے خلاف

گھناؤنی سازشیں اور ہماری ذمہ داریاں

علامہ رب نواز خاں اجیری

نیکی، اچھائی، سچائی، عقلمندی، بہادری، حیا، وفا، کردار اور حسب و نسب وغیرہ یہ سب کچھ محض اصطلاحیں اور اکائیاں ہیں تاکہ ہم کسی باہمی فرق و تفاوت کو ظاہر کر سکیں۔ کسی کو ظاہر کیا اور کسی کو پردہ دے دیا۔ حضرت انسان ہی کو لے لیں، عجیب مجموعہ تضاد ہے کہ گھڑی میں تولہ، گھڑی میں ماشہ۔۔۔ لاکھوں میں ایمان دکھائے اور دمڑی دھیلے کیلئے

جھوٹ بولے۔۔۔ کبھی شعلہ کبھی شبنم۔۔۔ کبھی پتھر کبھی ہیرا۔۔۔ کبھی زہر کبھی تریاق۔۔۔ کبھی بزدل کبھی بہادر۔۔۔ چار کتابیں پڑھ کر سینہ پھاڑ دے تو مسیحا کہلائے اور کوئی چار دن کے فاقے کو ٹالنے کیلئے کسی کی معمولی سی جیب یا کسی کا پیٹ کاٹ لے تو جیب کتر اور قاتل کہلائے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے پاکستان کے نہایت قابل اعتماد ہمسایہ اور دوست ملک عوامی جمہوریہ چین کو ہمارے حکمرانوں سے زیادہ پاکستان کی اندرونی و بیرونی سلامتی اور حاکمیت کے تحفظ کی فکر ہے۔ جو بات ہمارے کسی حکمران کی زبان سے نہیں نکل پارہی (بلکہ انہوں نے تو امریکیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے) اسے اسلام آباد میں متعین چین کے سفیر عزت مآب لوٹاؤ ہونی نے برملا کہہ کر پاکستان کے سچے دوست اور دلی ہمدرد ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ سفیر محترم نے کھلے الفاظ میں امریکہ کے تقاضے مد نظر رکھے اور انہوں نے ہمارے دارالحکومت میں میرین فوجیوں کی تعیناتی پر بھی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ایسا کرتے وقت حکومت پاکستان کو صورت حال کے ہر ہر نازک پہلو کا جائزہ لینا چاہیے تھا۔ آخر امریکی سفارتخانے کا کون سا ایسا کام بند ہے جو اتنی بڑی توسیع کے بغیر ممکن نہیں۔

دوسرا اور اہم ترین سوال یہ ہے کہ میرین جتنے بھی آرہے ہیں، ان کا کیا جواز ہے؟۔ امریکی میرین اپنی فوج کا نہایت درجہ تربیت یافتہ حصہ سمجھے جاتے ہیں انہیں دوران جنگ اور امن کی حالت میں بھی وہاں متعین کیا جاتا ہے جس جگہ امریکہ نے اپنے جنگی اور سٹریٹجک مقاصد کو فوری طور پر اور آخری حد تک پورا کرنا ہوتا ہے۔ اسلام آباد میں ایک ہزار میرین آرہے ہیں یا زیادہ، یہ تعداد زیر بحث نہیں۔۔۔ اصل سوال یہ ہے کہ کیا اسلام آباد میں وہ سفارتکاری کے ساتھ کسی نوعیت کا فوجی عمل بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں؟۔۔۔ آئیے جاننے کی کوشش کریں کہ عوامی جمہوریہ چین کو کیوں تشویش ہوئی ہے۔

قارئین محترم! چین اس خطے کا اہم ترین ملک اور ابھرتی ہوئی عالمی طاقت ہے۔ افغانستان اور وسطی ایشیاء میں اسکے جانے پہنچانے مفادات ہیں۔ بھارت کے ساتھ اس کی رقابت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ان دنوں بھارت اس ملک کے ساتھ ملنے والی سرحد پر جنگی چھیڑ چھاڑ بھی کر رہا ہے۔ جس کی خبریں عالمی میڈیا میں راہ پارہی ہیں۔ بھارت مزید ایٹمی تجربے کرنے کے بہانے بھی تلاش کر رہا ہے۔ اس کی تمام جنگی تیاریوں کا ہدف بھی پاکستان اور چین ہیں۔ اس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ امریکہ بھارت کو چین کے مقابلے میں لاکھڑا کرنے کی ہر ممکن سعی کر رہا ہے

۔ اس تناظر میں اگر چین کے دیرینہ دوست پاکستان کے دارالحکومت میں امریکہ کا سفارت خانہ عملاً اس کے فوجی اڈے کی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے تو چین کی تشویش بجا ہے۔ اگر بھارت چین کے ساتھ جنگی جھڑپ کر لیتا ہے تو امریکہ کی ہمدردیاں لامحالہ بھارت کے ساتھ ہونگی۔ ذرا غور تو کرو کہ اگر اس کے فوجی ہمارے دارالحکومت میں موجود ہوں تو پھر پاکستان کا کیا کردار ہو گا؟۔ علاقائی تناظر میں یہ وقت کا اہم سوال ہے اور چینی سفیر کے بیان نے اس کی اہمیت کو دوچند کر دیا ہے۔

فتنہ قادیانیت۔۔۔ ایک چیلنج

امریکہ اسرائیل بھارت گٹھ جوڑ میں ایک اور مکروہ فریق ہے منکرین ختم نبوت کا یعنی قادیانیوں مرزائیوں کا۔ موجودہ دور میں منکرین ختم نبوت کا گروہ فتنہ قادیانیت کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس فتنہ کا بانی آنجنہانی مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے انگریزوں کے اشارے پر قادیان (گورداس پور، بھارت) میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر سلطنت برطانیہ کی سرپرستی میں اپنی بھونڈی تاویلات اور تحریفات کے ذریعے امت محمدیہ کے مستحکم قلعہ میں شگاف ڈالنے اور ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کر نیکی ناکام سازشیں کیں۔ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شعائر اسلامی کی توہین بھی شروع کر دی۔ اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے خلاف قادیانیوں کی گستاخیوں اور ہرزہ سرائیوں کو اکٹھا کیا جائے تو کئی دفتر تیار ہو سکتے ہیں۔

ربوہ کے قادیانی قبرستان میں ہر قبر پر لکھا ہوا ہے کہ یہ مردہ اور اس کی ہڈیاں یہاں امانتاً دفن ہیں، حالات سازگار ہونے پر اکھنڈ بھارت کے قیام اور پاکستان کے انہدام کے بعد انہیں قادیان (بھارت) منتقل کیا جائے گا۔۔۔ تحریف شدہ قرآن مجید شائع کر کے پوری دنیا میں پھیلائے جاتے ہیں۔۔۔ مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم کو ”ام المؤمنین“ کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے (نعوذ باللہ)۔۔۔ ربوہ، جہاں کوئی غیر قادیانی (مسلمان) حتیٰ کہ صدر مملکت بھی مطلق العنان ”خلیفہ“ کی اجازت حاصل کیے بغیر داخل نہیں ہو سکتا۔۔۔ جہاں ”ریاست کے اندر ریاست“ قائم ہے۔۔۔ جس کا اپنا ایک سیاسی نظام ہے۔۔۔ جن کے اپنے اسٹام پیپر، بینک، دارلقضاہ (تھانہ) اور کیلنڈر (مہینوں کے نام وغیرہ) ہیں۔۔۔ جہاں خلافت کے نام پر ایک آمرانہ نظام وضع کیا گیا ہے۔۔۔ جس کی چیرہ دستیوں سے حق کا متلاشی کوئی قادیانی محفوظ نہیں۔۔۔ ”مر بیان“ کی اکثریت پیٹ کی مجبوریوں کی وجہ سے ذلت اور خواری پر مجبور ہے

۔۔۔ جہاں مذہب کے نام پر تجارت ہوتی ہے۔۔۔ جہاں جنت اور دوزخ کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے۔۔۔ ربوہ جسے ”ویٹیکن سٹی“ بنانے کی ناکام کوشش کی گئی۔۔۔ جہاں سے ان کا اپنے مرکز حیفہ (اسرائیل) سے براہ راست رابطہ برقرار رہتا ہے۔۔۔ جہاں ریٹائرڈ قادیانی فوجی افسروں پر مشتمل ”فرقان فورس“ اور ”خدام الاحمدیہ“ ایسی تربیت یافتہ تنظیمیں پاکستان دشمن طاقتوں کے ایماء پر ملکی امن و امان غارت کرنے کیلئے ہر وقت تخریبی سازشوں کے جال بنتی رہتی ہیں۔۔۔ جہاں ”خلیفہ“ سے معمولی اختلافات کرنے والے ”گستاخ“ کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔۔۔ جہاں 1967ء میں سقوط بیت المقدس، 1971ء میں سقوط ڈھاکہ، 1974ء میں شاہ فیصل کی شہادت، 1979ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی سزائے موت، 1988ء میں جنرل ضیاء الحق اور پاک افواج کے دیگر اعلیٰ افسران کی اجتماعی شہادت، اور 1998ء میں بھارتی ایٹمی دھماکوں اور دسمبر 2001ء میں افغانستان پر امریکی قبضہ کی خوشی میں تمام قادیانیوں نے جشن منایا۔۔۔ جہاں قادیانی جلسوں میں (نعوذ باللہ) ”احمدیت زندہ باد“۔۔۔ ”مرزا قادیانی کی بے“۔۔۔ کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔۔۔ جہاں پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ایئر مارشل ظفر چودھری نے جہازوں کی ایک ٹولی کی قیادت کرتے ہوئے 1973ء میں قادیانی جلسہ میں اپنے ”خلیفہ“ ”مرزا ناصر کو سلامی دی تھی۔ اس موقع پر قادیانی خلیفہ نے اپنے پیروکاروں کو خوشخبری دی کہ ”پھل پک چکا ہے“ اور جلد ہی ہماری جھولی میں گرنے والا ہے۔۔۔

قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر پاکستان کی منتخب جمہوری حکومت نے متفقہ طور پر 7 ستمبر 1974ء کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق 2/160 اور 3/260 میں اس کا اندراج کر دیا۔ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریت رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے لیکن یہ دنیا کی تاریخ کا واحد واقعہ ہے کہ حکومت نے فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ کے سامنے اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا۔ یکجہے اختیار کی جرح کے دوران مرزا ناصر احمدی نے اپنے ان تمام مذہبی عقائد کو تسلیم کیا جس پر پوری امت مسلمہ کو قادیانیوں سے نہ صرف شدید اختلاف ہے بلکہ وہ اسے اپنے مذہب میں مداخلت بھی سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے ان عقائد کی سرعام تبلیغ و تشہیر کی وجہ سے ملک عزیز میں کئی بار لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بھی پیدا ہوئی۔

قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم ہونے کے باوجود بھی سرعام شعائر اسلامی کی بے حرمتی اور اپنے باطل مذہب کی تبلیغ و تشہیر کرتے رہے چنانچہ اس سے روکنے کے لئے 26 اپریل 1984ء کو حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے قادیانی اپنے مذہب کیلئے اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ اس سلسلہ میں کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا C / اور B298 / تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298 سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کو بطور اسلام پیش کر سکتا ہے اور نہ ہی شعائر اسلامی استعمال کر سکتا ہے۔

اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام ایک اور رشدی تخلیق کرنے کے مترادف ہو گا۔ جس نے رسوائے زمانہ کتاب ”شیطانی آیات“ تخلیق کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے حد توہین کی، استغفر اللہ۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے؟۔۔۔ اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟۔۔۔ رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ بیچ۔۔۔ یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا کسی دیوار یا نمائش دروازوں یا جھنڈیوں پر کلمہ لکھتا ہے یا دوسرے اسلامی شعائر کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے اکرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا لعین کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا ایک فطری بات ہے۔ بلاشبہ یہ چیز نقص امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجے میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔ آج قادیانی آئین میں دی گئی اپنی حقیقت کو ماننے سے انکاری ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اس صورتحال میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے تاکہ ملک بھر میں کہیں بھی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا نہ ہو کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قانون پر عملدرآمد ہی اصل قانون ہے۔

تقریبی اجلاس

شیخ طریقت حضرت خواجہ پیر محمد الطاف حسین شاہ مجددی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ نھتھیاں شریف ضلع اٹک کے انتقال پر ملال پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے ادارہ کے مرکزی سیکرٹریٹ درگاہ حضرت ابوالبلیان

گوجرانوالہ میں مورخہ 27-09-2009 بعد نماز عشاء تعزیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں مرحوم و مغفور کیلئے قرآن خوانی کی گئی اور جانشین حضرت ابوالبلیان مدظلہ نے مرحوم کی بخشش اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائی۔

دعوت قرآن

حرمت نکاح کے تین اصول

سورۃ النساء کا اجمالی تعارف

قسط سوم درس: حضرت ابوالبلیان علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ۔۔ الخ

صدق اللہ العظیم

ترجمہ: تم پر نکاح کیلئے تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں حرام کر دی گئی ہیں۔ (النساء: ۲۳)

سورہ نساء کے اس چوتھے رکوع میں اللہ رب العزت نے ان مقدس عورتوں کا تذکرہ فرمایا ہے جن کی عظمت اور تقدس کی بناء پر ان کے ساتھ نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے۔ اس حکم کی ضرورت اس لئے پیش آئی اور یہ آیات اس لئے نازل ہوئیں کہ دور جاہلیت کے اندر عربوں میں یہ بیماری موجود تھی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے قبل پورے عرب میں جہالت کا دور دورہ تھا کسی کو ماں کی عزت کا احساس نہ تھا۔۔ کسی کو بہن کی عظمت کی قدر نہ تھی۔۔ اور بیٹی کی محبت کے جذبات کسی سینے میں موجزن نہ تھے بلکہ اپنی لخت جگر کو زندہ درگور کر کے فخر کیا کرتے۔ عورت ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی تھی، عورت کو صرف افزائش نسل اور عیش و مستی کا ذریعہ گردانا جاتا۔

عرب کے اس جاہلانہ معاشرے میں اگر کسی کا باپ فوت ہو جاتا تو اسکی منکوحہ، اولاد کی طرف بطور وراثت منتقل ہو جاتی۔ بیٹا اپنی سوتیلی ماؤں کے ساتھ نکاح کر لیتا۔ اس طرح باپ بیٹے دونوں کی نسلیں ایک ہی کوکھ سے جنم لیتیں

۔ اسلام نے ان تمام جاہلانہ رسم و رواج کا قلع قمع کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ خبردار! عورت ایک کھلونا نہیں کہ جس نے چاہا، اس سے کھیل لیا۔۔۔ نہیں بلکہ قدرت کا یہ حسین شہکار خدا کی نظر میں بڑا مقدس ہے۔ تمہارے باپ کی منکوحہ تمہاری ماں ہے اور تمہاری جنت اسکے قدموں کے نیچے ہے۔ وہ تمہارے لئے قابل صدا احترام ہے، اسکے قدموں کا دھوون تمہارے لئے آب شفا ہے اور ان کے ساتھ تمہارا نکاح قطعاً حرام ہے۔ اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے ہر عورت کو معاشرے میں اس کا جائز مقام عطا کیا ہے اور معاشرتی زندگی میں نکاح کیلئے جواز اور عدم جواز کے کچھ اصول واضح فرمادے تے تاکہ مقدس رشتوں کی عظمت بحال رہ سکے۔

یاد رکھو! دنیا کی ہر عورت کسی کی ماں بہن یا بیٹی ہے مگر وہ بیوی صرف اور صرف اسی کی ہے جس کے ساتھ سنت نبوی کے مطابق عقد نکاح ہوا ہے۔ عقد نکاح کے حوالے سے اسلام نے انسانیت کی بڑی راہنمائی فرمائی ہے کہ کس عورت کے ساتھ نکاح جائز ہے اور کس کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ انسان اور حیوان کے اندر یہی فرق ہے کہ حیوان پر جب حیوانی جبلت غالب ہوتی ہے تو اسے اس بات کا قطعاً احساس نہیں ہوتا کہ جنس مخالف کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟۔۔۔ جنس مخالف کہیں اسکی ماں، بہن یا بیٹی تو نہیں؟۔۔۔ مگر انسان کو اللہ رب العزت نے عقل سلیم کے ساتھ ساتھ فیضان نبوت اور علم وحی کا ادراک بھی عطا فرمایا جس میں واضح طور پر اس بات کا اعلان کیا گیا کہ انسان اپنے شہوانی جذبات کے ہاتھوں اس قدر مغلوب نہیں ہوتا بلکہ اسے اس بات کا احساس و ادراک بخشا گیا ہے کہ جنس مخالف کے ساتھ اس کا رشتہ کیا ہے۔ قرآن نے حرمت نکاح کے حوالے سے بڑی صراحت کے ساتھ اس بات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ اے انسان! ان رشتوں کے تقدس اور انکی حرمت کا خیال رکھنا۔ زمانہ جہالت کی تاریخ دھرانا سراسر ظلم و طغیان ہے۔ بعثت انبیاء کا یہی مقصد ہے کہ انسان کو اس کا مقام دکھایا جائے اور اسکی عظمتوں کو اوج ثریا تک پہنچایا جائے۔

قانون اسلامی کے مطابق دنیا کی ہر عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں بلکہ صرف وہی عورت رشتہ نکاح میں آسکتی ہے جس کی خدا نے اجازت دی ہے۔ چنانچہ سورۃ نساء کے چوتھے رکوع میں محرمات کا تفصیلی تذکرہ فرما کے دنیا والوں پر واضح کر دیا گیا کہ انکے علاوہ دنیا کی تمام عورتوں کے ساتھ تمہارا نکاح جائز ہے۔ چونکہ یہ مسائل ایک بنیادی اہمیت رکھتے ہیں اسلئے ذرا تفصیل کیساتھ ان رشتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو اسلام کے اندر قابل صدا احترام ہیں۔ اسلام نے

حرم نکاح کے تین اصول بیان فرمائے ہیں

۱۔۔۔ حرمت نسب ۲۔۔۔ حرمت رضاعت ۳۔۔۔ حرمت مصاہرت

حرمت نسب

یعنی وہ رشتے جن کے ساتھ نسبی تعلق کی وجہ سے نکاح کرنا مطلقاً حرام ہو جاتا ہے مثلاً ماں بیٹی، بہن۔ یہ وہ مقدس رشتے ہیں جو انسان کی اصل ہیں اور ان کے تقدس کی بناء پر ان سے اور ان کی اصل اور فرع یعنی ان کی ماں، بہن یا بیٹی سے نکاح کرنا ممکن ہی نہیں۔

حرمت رضاعت

یعنی ایسی عورتیں جن کے ساتھ نسبی رشتہ تو کوئی نہیں مگر شیر خوارگی کے عالم میں ان کا دودھ پینے کی وجہ سے ان کے ساتھ اور ان کی اصل اور فرع کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہو گیا۔ کیونکہ جب کسی عورت نے کسی بچے کو دودھ پلا دیا تو اب وہ اسکی رضاعی ماں بن گئی اور یہ اس کا رضاعی بیٹا بن گیا اور اس کے اپنے بچے اس کے رضاعی بہن بھائی بن گئے۔ یہ اگرچہ نسبی تعلق تو نہیں لیکن بالواسطہ انہیں ماں کا درجہ مل گیا ہے اور اس کی اولاد کے ساتھ دودھ شریک ہونے کی بناء پر نسبی رشتوں کی طرح نکاح حرام ہو گیا کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جن رشتوں کو ولادت کی وجہ سے حرام کیا ہے ان کو رضاعت کی وجہ سے بھی حرام (کر دیا۔) صحیح بخاری رقم الحدیث: ۱۲۸۵، صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۴۴۴، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۱۵۰

حرمت مصاہرت

یعنی سسرالی رشتے کے ذریعے کوئی ماں بیٹا بن جائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یاد رکھو! تمہارے تین باپ ہیں

پہلا وہ جس نے تجھے جنم دیا۔۔۔ دوسرا تیرا استاد جس نے تجھے تعلیم و تربیت سے آراستہ کر کے انسانیت کے بلند مقام پر فائز کیا۔۔۔ تیسرا وہ جس کی بیٹی سے نکاح کر کے تو اس کا بیٹا بن گیا اور تیری بیوی کے ماں باپ تیرے بھی ماں باپ بن گئے۔

یہ تینوں رشتے انتہائی مقدس اور اسلام کی نظر میں بڑے ہی محترم ہیں۔ اب حرمت مصاہرت یہ ہے کہ جس عورت

سے کسی کا نکاح ہو گیا، اسکی ماں سے ہمیشہ کیلئے اس کا نکاح کرنا حرام ہو گیا کیونکہ جس طرح وہ بیوی کی ماں ہے اسی طرح اسکے خاوند کیلئے بھی اس کا درجہ ماں والا ہو گیا۔ ان تینوں اصولوں کی بناء پر آپس میں نکاح حرام ہے باقی ہر جگہ شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے۔

ز۔۔۔ چنانچہ نسبی رشتوں کی حرمت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے
حُرْمَتِ عَرْوَةِ كُمُ اُمَّهَاتُكُمُ۔۔۔ جن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا خدا نے تم پر حرام کر دیا ہے ان میں تمہاری سگی اور سوتیلی (مائیں ہیں

وَبَنَاتُكُمُ وَاَخَوَاتُكُمُ۔۔۔ تمہاری سگی، سوتیلی بیٹیاں اور بہنیں ہیں

وَعَمَّاتُكُمُ وَاَخَالَاتُكُمُ۔۔۔ تمہاری سگی پھوپھیاں اور سگی خالائیں ہیں

وَبَنَاتُ الْاِخْوَانِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ۔۔۔ تمہاری سگی بھتیجیاں اور سگی بھانجیاں ہیں۔

ز۔۔۔ پھر حرمت رضاعت کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوَاتُكُمُ مِّنَ الرَّضَاعَةِ۔۔۔ اور اسی طرح وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جنہوں نے شیر خوارگی

کے عالم میں حقیقی ماؤں کی طرح تمہیں اپنا دودھ پلایا اور اس خوراک سے تمہارا خون بنا، تمہارا گوشت بنا، تمہاری ہڈیاں

بنیں، تمہارے اندر قوت آئی۔ اس خوراک کی نسبت اور اس تعلق کی وجہ سے وہ عورت تمہاری رضاعی ماں

بنی۔۔۔ تم اسکے رضاعی بیٹے بنے۔۔۔ اور اس کی اولاد تمہارے رضاعی بہن بھائی بن گئے۔ ان رضاعی ماں باپ

اور رضاعی بہن بھائیوں کا خدا کی نظر میں وہی مقام و مرتبہ ہے جو حقیقی ماں باپ اور حقیقی بہن بھائیوں کا ہے۔

ز۔۔۔ پھر حرمت مصاہرت کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ۔۔۔ تمہاری بیوی کی ماں جو تمہاری ساس ہے وہ تمہارے لئے بھی ماں کی طرح محترم ہے، اس سے بھی

دوسری ماؤں کی طرح نکاح کرنا حرام ہے۔

ز۔۔۔ اس کے بعد اللہ نے نکاح کے حوالے سے اک اور پہلو کو بیان کرتے ہوئے فرمایا

(وَأَنْ تَتَّخِذُوا بَيْنَ الْأَخْثَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ) (النساء: ۲۳)

مذکورہ بالا سطور میں ذکر کی کئی حرمت نکاح کی تینوں اقسام کے علاوہ ایک اور قسم یہ بھی ہے کہ دوسرا نکاح کرتے

وقت کبھی بھی دو سگی یا رضاعی بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع نہ کرنا۔۔۔ کیونکہ دو حقیقی بہنوں کے ساتھ بیک وقت نکاح کرنا حرام ہے۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

کسی عورت کا اس کی پھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے اور نہ ہی پھوپھی کا بھتیجی پر، نہ کسی عورت کا اس کی خالہ پر نکاح کیا جائے (اور نہ ہی خالہ کا بھانجی پر۔) (ابوداؤد در قم الحدیث ۲۰۶۵، ترمذی، رقم الحدیث ۱۱۲۹)

یعنی دو ایسے حقیقی رشتوں کو ایک مرد کے نکاح میں جمع نہ کیا جائے کہ ان میں اگر ایک کو مرد تصور کیا جائے تو دوسری کے ساتھ اس کا نکاح کرنا حرام ہو۔ اسلئے ایک عورت اور اس کی نسبی یا رضاعی پھوپھی یا خالہ کو ایک نکاح میں جمع (کرنا جائز نہیں۔) (فتاویٰ عالمگیری ۱/۲۷۷)

سورہ نساء کے چند دیگر مسائل

سورہ نساء کے اندر جہاں بہت سے مسائل پیش کیے گئے، ان میں سب سے زیادہ توجہ معاشرتی اور عائلی زندگی پر دی گئی ہے تاکہ مسلمانوں کی عائلی اور معاشرتی زندگی پر امن اور خوشگوار رہے۔۔۔ ان میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔۔۔ گھر میں سکون ہو۔۔۔ کنبے کا نظام سکون والا ہو۔۔۔ رشتے داری کا نظام سکون والا ہو۔۔۔ ان میں کوئی گڑبڑ نہ ہو۔۔۔ کوئی تخریب نہ ہو۔۔۔ اسکے لئے یہ چند اصول پیش کیے ہیں کہ یتیموں کے مال کی حفاظت کرو۔۔۔ عورتوں کے مقام (ماں، بہن بیٹی) کی حفاظت کرو۔۔۔ پھر یہ فرمایا گیا کہ نسب اور خاندان کا فرق، کوئی فرق نہیں تم ایک باپ کی اولاد ہو لہذا آپس میں پیار محبت رکھو اور معاشرے میں گھل مل کے رہو۔۔۔ تضاد اور نفرت پیدا نہ کرو کیونکہ تم سب کا باپ ایک ہے۔

زوجین کی باہمی رنجش کا علاج

قرآن کہتا ہے کہ اولاً ایک دوسرے کے حقوق پیار اور محبت سے ادا کرو کہ ناچاقی کی صورت ہی پیدا نہ ہونے پائے اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس ضمن میں نوع انسانیت کی راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَ أَطَقُهُمْ بَابًا

تم میں سے کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق بڑے اچھے ہوں اور وہ اپنے اہل خانہ کے لئے بڑا مہربان ہو۔

پھر آقا علیہ السلام نے اپنی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِإِهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُ لَائِلِي

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرے اور مجھے دیکھو میں کائنات کا والی ہو کے بھی

اپنے گھر والوں سے بڑا اچھا سلوک کرتا ہوں کیونکہ

بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ (مسند احمد، بیہقی) میں کائنات میں حسن اخلاق کو انتہائی درجے تک پہنچانے کے لئے بھیجا

گیا ہوں۔

قرآن پاک نے خانگی معاملات کو درست رکھنے کیلئے بڑے سنہری اصول اور بڑے عمدہ طریقے بیان فرمائے ہیں مثلاً

مرد کو کہا ہے کہ تو اپنی عورت کی عزت کا خیال رکھ اور اس کے حقوق پورے کر۔۔۔ اور عورت کو کہا ہے کہ تو اپنے

مرد کی عظمت کا خیال رکھ اور اس کے حقوق پورے کر۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ خاوند کو

چاہیے کہ اپنے گھر میں عورت کو سب سے زیادہ پیار کے ساتھ رکھے کیونکہ وہ اپنے خاوند کے پیار کی مستحق ہے اس لئے

کہ

وہ اپنے خاوند کے گھر کی حفاظت کرتی ہے۔۔۔ خاوند کے بچوں کی تربیت کرتی ہے۔۔۔ اسکی خدمت کرتی

ہے۔۔۔ اسکے مہمانوں کی مہمان نوازی کرتی ہے۔ چونکہ مرد کے سارے نظام کو عورت نے سنبھالا ہوا ہے اس لئے وہ

اس بات کی حقدار ہے کہ مرد اس کا خیر خواہ اور اس کا ہمدرد بنے۔۔۔ اس کے ساتھ اپنے گھریلو معاملات میں مشورے

کرے۔۔۔ اس کی حوصلہ افزائی کرے اور اس کی بات اور اسکی شخصیت کو ترجیح دے۔۔۔ ہر وقت اس سے نفرت نہ

کرے۔۔۔ اور اس سے بری بات نہ کرے۔ اگر گھر کے اندر ایسا ماحول رکھا جائے تو جھگڑا ہوتا ہی نہیں۔

باہمی رنجش کا اک اور علاج

پھر سورۃ نساء کی آیت نمبر 34 میں اللہ رب العزت فرما رہے ہیں

وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْرَبُوهُنَّ اِذَا تَمَارَىٰ عَوْرَتُكُم مِّنْ اَمْرِ مَنَاسِكٍ فَاُولَٰئِكَ مَعَكَ

مطلب یہ نہیں کہ تم جانوروں کی طرح لٹھ لے کر اس کے پیچھے پڑ جاؤ۔۔۔ بلکہ تم اپنے معاملات کو سنبھالنے کیلئے

مرحلہ وار ایسا کرو کہ پہلے اس کو پیار اور محبت سے سمجھاؤ۔۔۔ اگر تمہارے سمجھانے سے عورت نہیں سمجھتی تو

پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تم اسکے ساتھ بول چال چھوڑ دو، محبت والی باتیں کرنی چھوڑ دو۔ عورت کیلئے یہ بہت بڑی سزا ہے کہ اس کا خاوند سیدھے منہ اس سے بات نہ کرے۔ اس طرح وہ ٹھیک ہو جائے گی اور اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ اگر کوئی اتنی سنگدل عورت ہو کہ وہ تمہاری ناراضگی کی بھی کوئی پروا نہ کرے اور تمہارے بول چال بند کرنے کا بھی اس پر کوئی اثر نہ ہو تو پھر تیسرے نمبر پر یوں کرو کہ اس کو ہلکا سا مارو۔ لیکن مارنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ ڈنڈے سے مت مارو۔۔۔ کسی پتھر یا لوہے سے مت مارو۔۔۔ اسکے چہرے پر مت مارو۔۔۔ اسکے جسم کو داغ دار مت کرو۔۔۔ بلکہ مسواک سے مارو یا انگلی جتنی موٹی لکڑی سے مارو۔۔۔ اس سے زیادہ کوئی شے اٹھا کے عورت کو مارنے کی رحمتہ العالمین آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔ آخری حل

اگر اس مار سے بھی وہ باز نہ آئے اور تمہارے گھر کا سکون لٹتا جا رہا ہو تو پھر قرآن کہتا ہے کہ اس طرح کرو کہ پنچائت بٹھالو۔ اک آدمی عورت کے رشتہ داروں سے لے لو۔۔۔ اک اپنے عزیزوں سے لے لو اور ان سے کہو کہ ہمارے یہ مسائل ہیں تم ہمارے درمیان صلح کراؤ۔

پھر قرآن کہتا ہے کہ افہام و تفہیم کی اگر یہ صورت بھی کارگر نہ ہو اور دیکھو کہ نبھاہ کی کوئی صورت نہیں تو اب طلاق دے دو۔ لیکن طلاق دیتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھنا کہ طلاق اچھی شے نہیں بلکہ یہ جائز امور میں سب سے برا امر ہے۔

اسلام کا قرین انصاف

یاد رکھو! یہ نہیں ہے کہ صرف عورت ہی زیادتی کرتی ہے بلکہ مرد بھی تو زیادتی کر سکتا ہے تو ایسی صورت میں مرد کو حق دیا طلاق کا اور عورت کو حق دیا خلع کا۔۔۔ یہ اسلام کا انصاف ہے۔ اگر عورت چاہے کہ میں ایسے بد طینت مرد کے ساتھ نہیں رہ سکتی تو عورت خلع کر سکتی ہے۔۔۔ پنچائت میں یہ فیصلہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے کرا سکتی ہے کہ میں ضرور طلاق لوں گی۔ یہ عورت کا حق ہے جسے وہ استعمال کر سکتی ہے۔ اسلام نے اگر مرد کو طلاق کا حق دیا ہے تو عورت کو خلع کا حق دیا ہے۔۔۔ پھر اسکے ساتھ ساتھ اسلام نے یہ بھی بتایا کہ اگر لازماً تمہیں طلاق دینی ہی پڑے تو

یکدم تین طلاقیں نہ دو بلکہ ایک ایک ماہ کے وقفہ سے طلاق دو۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ ایک یا دو طلاقوں کے بعد تمہارے درمیان صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔ لیکن اگر تم نے بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو تم پر صلح کے تمام تر دروازے بند ہو جائیں گے۔ کیونکہ اگر کوئی بیک وقت تین طلاقیں دے دے تو بحکم قرآن۔۔۔ صحیح احادیث۔۔۔ صحابہ۔۔۔ تابعین۔۔۔ اور علماء امت کے مطابق جمہور کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ تین طلاقیں، تین ہی نافذ ہو گئی، جن کے بعد رجوع ممکن ہی نہیں۔

(البقرہ: ۲۳۰، صحیح بخاری ۸۰۰/۲، صحیح مسلم ۴۸۹/۱، سنن نسائی ۱۸۱/۲، سنن ابی داؤد: ۳۰۶/۱)

لمحہ فکریہ

ہمارے معاشرے کے اندر بڑی تباہی پھیلی ہوئی ہے۔ ہمارے پاس سب سے زیادہ جو مسائل آتے ہیں وہ طلاق کے ہی مسائل ہیں۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ پریشان حال ہو کے آتے ہیں اور کوئی کہتا ہے۔۔۔ جی میں نے تین طلاقیں لکھ دیں۔۔۔ کوئی کہتا ہے میں نے تین طلاقیں زبانی دے دیں۔۔۔ اب کیا کروں خدا کیلئے کوئی صورت نکالو۔ بھی تمہیں کس حکیم نے بتایا تھا کہ تین طلاقیں دو۔۔۔؟ کہتے ہیں کہ بس جی غصے میں آکر طلاق دے دی ہے۔ خدا کے بندو! یہ طلاق کوئی محبت سے تو نہیں دیتا۔۔۔ کہ مجھے آپ سے بڑی محبت ہے، لو میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔ تم ایسا ماحول ہی پیدا نہ کرو جس سے تمہارے گھر میں ناچاقی کی صورت پیدا ہو۔ اگر تم سنت رسول کے مطابق اپنے گھر والوں کے حقوق پورے کرو گے تو طلاق تو طلاق رہی کبھی لڑائی جھگڑے کی بھی نوبت نہیں آئے گی۔ افسوس ہے کہ لوگ نہ دین کے مسائل سمجھتے ہیں، نہ قرآن پڑھتے ہیں، نہ قرآن کا ترجمہ سیکھتے ہیں، نہ علماء کا وعظ سنتے ہیں، نہ حدیث سیکھتے ہیں، اپنی زندگی گزارنے کا بھی پتہ نہیں۔۔۔ میاں بیوی کے حقوق بھی پتہ نہیں۔ بڑے بڑے دانشور اور سمجھ دار کہلانے والے لوگ بھی طلاق کے مسئلے سے واقف نہیں۔

بڑا افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں قرآن اور تعلیمات کو فروغ دینے والے افراد بہت کم ہیں۔۔۔ کالج بن گئے۔۔۔ یونیورسٹیاں بن گئیں۔۔۔ سکول بن گئے۔۔۔ لیکن یہ سب پڑھے لکھے ان پڑھ گلیوں میں پھر رہے ہیں۔۔۔ نہ دین جانتے ہیں نہ اسلام جانتے ہیں۔ اوہ خدا کے بندو تمہیں کس نے کہا کہ کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم اصل تعلیم ہے۔۔۔ اصل تعلیم تو قرآن و حدیث کی تعلیم ہے جس کے ذریعے تمہیں قبر و حشر میں نجات ملے گی۔ اکبر الہ آبادی نے

رونارویا ہے اپنی قوم کا، وہ کہتا ہے
ہم کیا کہیں احباب کیا کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے کیا نو کر ہوئے پنشن ملی پھر مر گئے

یہ ہے میرے نوجوان کی زندگی جس کو وہ کامیابی سمجھتا ہے۔ یہ کامیابی نہیں بلکہ ہمیشہ کا عذاب ہے، قبر میں بھی
خدا کے عذاب میں گرفتار، حشر میں بھی ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار۔

! قارئین محترم

اس کا مطلب یہ نہیں کہ سکول میں نہ جاؤ۔۔۔ کالج کی تعلیم حاصل نہ کرو۔۔۔ پڑھو، ضرور پڑھو لیکن کالج اور سکول کی
تعلیم سے زیادہ قرآن و حدیث کی تعلیم کو اہمیت دو، دینی تعلیم زیادہ حاصل کرو۔۔۔ لیکن آج گنگا لٹی بہہ رہی ہے
۔ کالجوں کے لئے بڑے بڑے عطیات آتے ہیں۔۔۔ اور ریاضی انگلش پڑھانے کیلئے بڑی بڑی یونیورسٹیاں بن رہی
ہیں۔۔۔ لیکن میں پوچھتا ہوں مسلمانو! تمہارے اندر کتنے مسلمان ہیں جو قرآن کیلئے بڑی بڑی یونیورسٹیاں بنا رہے ہیں
۔۔۔ قرآن کی تعلیم کیلئے آپ نے کیا بندوبست کیا ہے؟۔ تم نے اپنا گھر تو بنالیا ہے، مگر خدا کے گھر کی تمہیں فکر کیوں
نہیں۔ تم اپنی تہذیب اور اپنے تمدن کی طرف دھیان کیوں نہیں دیتے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اپنے پیسے سے تم نے
کتنا حصہ قرآن کی تعلیم کیلئے وقف کیا ہے؟۔۔۔ حضرات اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ہم کدھر جا رہے
ہیں۔۔۔ ہمارا منہ مکے اور مدینے کی طرف ہے یا امریکہ اور لندن کی طرف۔

یہ دین سے دوری ہی کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان پہچانا ہی نہیں جاتا۔۔۔ نہ شکل مسلمانوں والی۔۔۔ نہ لباس مسلمانوں
والا۔۔۔ نہ تہذیب مسلمانوں والی۔۔۔ نہ تمدن مسلمانوں والا۔۔۔ نہ تعلیم مسلمانوں والی۔۔۔؟

عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کے زیر اہتمام یہ جو درس قرآن ہم نے شروع کیا ہے اس کا کوئی مادی مقصد اور کوئی ذاتی
خواہش نہیں بلکہ یہ ایک دردِ دل ہے یہ ایک آواز ہے کہ ہم قرآنی فکر کو عام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم معاشرے کے
اندر قرآن کی تعلیم کو عام کر کے اپنی اور معاشرے کی نجات کا سامان تلاش کر رہے ہیں۔

آؤ میدانِ عمل میں نکلو۔۔۔ خدا کے دین کے خادم بنو۔۔۔ رسول اللہ کے عاشق بنو۔۔۔ زمانے میں اسلام کی بلندی
کیلئے اٹھو اور اسلام کا پرچم لے کر نکلو۔۔۔ کیونکہ یہ معاشرہ خراب ہو چکا ہے۔۔۔ یہ دنیا کفر کی دہلیز پر سرخم کر رہی ہے

--- یہ قوم خدا اور اس کے رسول سے بغاوت کر رہی ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے مشن کو پہچانیں۔۔۔ ہم اپنے خدا کی بارگاہ میں جھک جائیں۔۔۔ ہم مجرم ہیں۔۔۔ آؤ! خدا و مصطفیٰ کے حضور توبہ کریں اور اپنے قرآنی مشن پر پھر واپس آئیں اور قرآن کو سینے سے لگائیں۔۔۔ پھر کعبے کو جبینوں سے بسائیں۔۔۔ اور دنیا کو بتائیں کہ لوگو ہم محمد عربی کے غلام ہیں، ہم دنیا دار نہیں بلکہ مصطفیٰ کے عاشق زار ہیں۔ اگر یہ جذبہ ہماری قوم میں پیدا ہو جائے تو خدا کی قسم ہمارے سارے مسئلے ہی حل ہو جائیں گے۔

درس قرآن گر ہم نے نہ بھلایا ہوتا

یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

اظہار تعزیت

ز۔۔۔ حاجی لیاقت علی رفیع نقشبندی (زاہد کالونی) کے لخت جگر، محمد سجاد رفیع اور محمد ساجد مجددی کے جواں سال بھائی عبدالمنان قضائے الہی سے اچانک وفات پا گئے۔

ز۔۔۔ آفتاب احمد ڈار مجددی (لاہور) کے سر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

ز۔۔۔ جناب ذوالفقار احمد مجددی (فیصل آباد) بھی پچھلے ماہ اہل خانہ کو سو گوار کر گئے۔

ز۔۔۔ جناب امجد سعید (گل روڈ) کی والدہ محترمہ پچھلے دنوں وفات پا گئیں۔

ز۔۔۔ حافظ منزل ریاض مجددی (گلشن کالونی) کے چچا جان پچھلے دنوں راہی ملک عدم ہو گئے۔

ز۔۔۔ محمد اعجاز مجددی محلہ چاہ نورنگ کے عزیز بھی وصال فرما گئے۔

ادارہ تمام مرحومین کی بخشش اور بلندی درجات کیلئے دعا گو اور سو گواران کا شریک غم ہے۔

دعوت حدیث

ذخیرہ اندوزی۔۔۔ ایک گھناؤنا جرم

علامہ محمد رمضان مجددی

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ مَنْ اخْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللَّهُ بِالْجُزَامِ وَالْأَفْلَاسِ

(ابن ماجہ بیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ باب الاختکار۔ ص: ۲۵۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسلمانوں کو نقصان دینے کیلئے انکی خوراک روکے گا تو اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ اور تنگ دستی میں مبتلا کر دے گا۔

توضیح حدیث

اختکار کا معنی ہے ذخیرہ اندوزی یعنی جب ملک کے اندر غذائی اجناس کی قلت ہو اور لوگ اناج کے دانے دانے کو ترسیں یہاں تک کہ انہیں اپنی رگ جاں سے ریشہ حیات بحال رکھنے کیلئے کوئی چیز میسر نہ ہو تو ان حالات میں بھی یہ سہاوہ کار یا تاجر غلے کو بازار میں بیچنے سے گریز کرے کہ ذرا لوگ اور تڑپ لیں تاکہ میں ان کی مجبوری سے خوب فائدہ اٹھا سکوں اور منہ مانگی قیمت وصول کر سکوں۔۔۔ یہ سراسر ظلم اور مخلوق خدا کو رزق کی تنگی اور مصنوعی قحط سالی سے دوچار کرنا ہے۔

ایسے بے رحم اور ذخیرہ اندوز انسان کی اللہ اور اسکے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی مذمت فرمائی ہے کیونکہ وہ رزاق کائنات ساری کائنات میں ہر شخص کو رزق عطا کر رہا ہے۔ وہی سب کا روزی رساں ہے۔ کوئی اسے مانے یا نہ مانے، حتیٰ کہ اگر کوئی اسکے مقابلے میں خدا بھی بیٹھے، پھر بھی وہ کسی کے رزق کا دروازہ بند نہیں کرتا اور سب کو حسب حکمت رزق سے نوازتا ہے۔ اس کی حکمتیں تو عقل انسانی میں سمجھ سکتیں کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ از روئے حکمت اپنے ماننے والوں کو بھوک، افلاس اور فقر و فاقہ دے کر آزمائش میں ڈال دیتا ہے مگر کافرو مشرک کیلئے تو کسی آزمائش کا تصور ہی نہیں کیونکہ یہ آزمائش اور امتحان تو اس کے لئے ہے جس کو ترقی دینا مقصود ہو۔ کافرو مشرک کیلئے دنیوی نعمتیں تو ہو سکتی ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اخروی نعمتیں صرف اور صرف ایمان والوں کیلئے خاص ہیں۔

بندہ مومن کو اگر اللہ رب العزت بھوک و افلاس سے دوچار کر دے تو خدا کے ہاں اس کے صبر کی بدولت اس کا اجر

بڑھانا مقصود ہوتا ہے جبکہ خدا اپنی حکمت بالغہ کے مطابق کفار و مشرکین کو دنیا میں ہی رزق کا وافر حصہ عطا کر دیتا ہے تاکہ وہ یہ شکوہ نہ کر سکیں کہ اگر ہم نے خدا کو نہیں مانا تو خدا نے بھی تو ہمارا رزق روک رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اگر پوری دنیا کا جائزہ لیا جائے تو مسلمان مجموعی طور پر غربت و افلاس میں مبتلا ہیں جبکہ ہنود و یہود اور عیسائی مرزائی دنیوی عیش و عشرت میں مگن ہیں۔ انکے پاس دنیوی رزق کی فراوانیاں ہیں۔ یہ قلت و کثرت بندہ مومن کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ اسکی نظریں قدرت خداوندی اور حکمت خداوندی پر جمی رہتی ہیں لیکن دنیا کی زندگی میں جو بندہ، مخلوق خدا بندوں کے رزق کو روک کر تنگی پیدا کر دے گویا خدا کے مقابلے میں خدا بن بیٹھے تو اسکے متعلق محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی مذمت آمیز گفتگو فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس ظالمانہ طرز عمل کا قلعہ قمع کرنے کیلئے فرمایا لَا يَحْكُمُ إِلَّا خَاطِئِينَ ذَنُوبًا وَذِي ذَنْبٍ يَنْدُو زِيَّ كَرْنِ وَالَا۔۔۔ خدا کا بہت بڑا مجرم ہے۔

(سنن ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی: ج ۲ ص ۱۳۲)

ذخیرہ اندوز ملعون ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلْجَالِبُ مَرْزُوقٌ وَالْمُحْكِمُ مَلْعُونٌ (ابن ماجہ) اپنے غلے کو منڈی میں فروخت کرنے والے کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر خدا کی لعنت برستی ہے اور اسکے مال سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

جالب اس شخص کو کہتے ہیں جو غلے اور اشیائے ضروریہ کو خرید کر منڈی میں لاتا ہے اور اس سے روزی حاصل کرتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں تو اس کا یہ جذبہ رحم و ہمدردی دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور اس کے رزق میں برکت شامل کر دی جاتی ہے جبکہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا اناج اس لئے خریدتا ہے اور اپنی انویسٹمنٹ اس لئے کرتا ہے کہ اس مال کو سٹور کر کے رکھے گا اور بازار میں کمی کی صورت میں مہنگا کر کے بیچے گا کیونکہ لوگوں نے مجبوراً یہ چیز خریدنی ہی خریدنی ہے تو یہ بات اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا باعث بنتی ہے اور اس کے رزق سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور اس کو طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ اِحْتَكِرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامًا ضَرَبَهُ اللَّهُ بِالْجُذَامِ وَالْاَفْلَاسِ (ابن ماجہ) یعنی جس نے مسلمانوں سے اناج روک کر ذخیرہ کیا اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ اور غربت میں مبتلا کر دے

گا۔

اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اناج کی خرید و فروخت کے پیشے کو ناپسند فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور اس نے آپ سے مشورہ طلب کیا کہ وہ اپنے بیٹے کو کونسے کام پر لگائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے نہ تو گندم فروش بنانا۔۔۔ نہ قصائی۔۔۔ نہ کفن فروش۔۔۔ اور نہ ہی لاشیں حنوط کرنے والوں کے پاس بٹھانا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور زانی اور شرابی ہو کر جانے سے بڑا جرم یہ ہے کہ آدمی ضرورت کے وقت غلے کو زیادہ نفع کی خاطر ذخیرہ کر کے روکے رکھے۔ قصاب جو جانور ذبح کرتا ہے اس کے دل سے رحمت و شفقت اٹھ جاتی ہے اور کفن فروش میری امت کی موت کی خواہش کرتا ہے جبکہ مجھے اپنی امت (کا بچہ بچہ تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے۔) (تنبیہ الغافلین: ج ۱ ص ۳۵ ۲)

خدا کا شکر ہے صوفی کہ خدا کے ہاتھ ہے روزی

یہ حق بھی اگر انساں کو دیا ہو تا تو کیا ہوتا

اللہ تعالیٰ کے دو لشکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مہنگائی اور فراوانی اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے دو لشکر ہیں ایک کا نام رغبت اور دوسرے کارہبت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فراوانی کا ارادہ فرماتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اپنا خوف پیدا کر دیتا ہے۔ پھر لوگ اپنا مال بازار میں لے آتے ہیں اور رزق کی فراوانی ہو جاتی ہے اور جب مہنگائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے دلوں میں اس چیز کی رغبت ڈال دی جاتی ہے تو وہ اپنا مال روک لیتے ہیں جس سے مہنگائی بڑھ جاتی (ہے۔) (ایضاً)

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد ریت کے ایک ٹیلے سے گذر تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! یہ آٹا ہوتا تو میں قحط سالی کے سبب بھوکے لوگوں کو دے دیتا کہ وہ اپنے پیٹ بھر لیں۔ اس وقت کے نبی پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ فلاں عابد سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ٹیلے کے برابر آٹا صدقہ کرنے (کا ثواب تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے۔) (مکاشفۃ القلوب، امام محمد غزالی: ص ۱۴۹)

معلوم ہوا اگر محض نیت کرنے سے اتنا بڑا اجر مل سکتا ہے تو واقعتاً کوئی شخص مسلمانوں کی بھوک مٹانے کیلئے خیرات

کرے تو اسے کتنا ثواب ملے گا۔ اسی کا دوسرا رخ کہ اگر کوئی غلے کو روک لے اور لوگوں کو بھوکوں مرنے پر مجبور کر دے تو اس شخص کا کتنا بھیانک انجام ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اوپر دیگر لوگوں کو ترجیح دیتے تھے اور مسلمانوں کو فقر و فاقہ سے بچانے کیلئے اپنی زندگی کی کمائی لوٹا دیتے تھے۔

ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قحط پڑ گیا تو انہی دنوں حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا اناج سے لدہ ہوا قافلہ پہنچ گیا۔ ابھی قافلہ مدینہ میں داخل نہ ہوا تھا کہ تاجر حضرات آگئے اور آپ سے ڈیلنگ کرنا چاہی کسی نے کہا میں دو گنا نفع دوں گا۔۔۔ کسی نے کہا تین گنا۔۔۔ مگر آپ نے دو ٹوک فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا میں تو اپنا اناج اس کے ہاتھ بیچوں گا جو مجھے دس گنا نفع دے۔

وہ کہنے لگے ہم مدینہ کے تاجر ہیں ہم سے بڑھ کر آپ کو نفع کون دے گا؟۔ آپ نے ساربانوں سے کہا غلہ کے ڈھیر لگا دو اور مدینۃ الرسو لمیں منادی کرادو کہ جس کو اناج کی ضرورت ہو وہ فی سبیل اللہ لے جائے، عثمان نے اللہ سے سودا کر لیا ہے کیونکہ اس کا دس گنا دینے کا وعدہ ہے۔ اسی طرح جب مکہ مکرمہ میں قحط پڑا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت ہاشم تجارت کی غرض سے ملک شام گئے ہوئے تھے۔ وہاں آپ کو معلوم ہوا کہ مکہ میں قحط پڑ گیا ہے تو آپ نے وہاں سے روٹیاں خریدیں جتنی بھی آپ خرید سکے اور واپس آکر اونٹ ذبح کر دیئے، ان کا گوشت پکا کر شوربے میں روٹیاں ڈال کر تیار کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اس وجہ سے آپ کا نام ہی ہاشم پڑ گیا جس کا معنی ہے (ثرید بنانے والا)۔ (ضیاء النبی: ۱/۴۴۰)

خلاصہ کلام

قرآن حکیم میں بار بار اللہ رب العزت نے انسان سے فرمایا ہے اے انسان! تیرا پروردگار میں ہوں اور میں ہی ساری کائنات میں رزق بہم پہنچا رہا ہوں، کوئی امیر ہو یا فقیر، بادشاہ ہو یا وزیر سبھی میرے ہی در سے پلتے ہیں۔ سبھی میرے ہی منگتے ہیں، سبھی کا میں ہی حاجت روا اور مشکل کشا ہوں۔

اے بندے یاد رکھ! کوشش کرنا تیرا کام۔۔۔ تجھے رزق دینا میرا کام

میری ذات پر ایمان صحیح رکھ اور مجھ سے ہی ڈر۔۔۔ رزق کی قلت و کثرت کا مالک میری ہی ذات ہے۔

یاد رکھو!۔۔۔ ولا تقتلوا اولادکم خشۃ املاق نحن نرزقکم وایاہم

یادرکھو!۔۔۔ ومن یثق اللہ یجعل له مخرجاً ویرزقه من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ ان اللہ بالغ امره قد جعل اللہ لکل شیء قدراً

یعنی جو اللہ رب العزت سے ڈرتے ہوئے گناہ سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے فضل سے کئی دروازے کھول دیتا ہے اور خدا اسے وہاں وہاں سے روزی دیتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ جو شخص اپنے رب العزت پر توکل کرتا ہے تو اس کا خدا اسکے لئے کافی ہوتا ہے۔ وہ اس کے تمام معاملات کو پورا کرتا ہے اور اس کا کوئی بھی کام نامکمل نہیں رہتا۔

البینات شرح مکتوبات

شراح۔۔۔ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

دفتر اول۔۔۔ مکتوب ۱۸۳

دنیوی مصروفیات میں قلت

باطنی نسبت کے استحکام کا باعث ہوتی ہے

متن: امید است که تعلقاتِ شئی و توجهاتِ پراکنده که بر ظاهر استیلاء یافته اند مانع نسبتِ باطن نباشند مع ذالک سعی نمایند که تحقیقی که در تفرقه ظاهر میسر آید مبادا که در باطن سرایت کند و از وصول بمطلب بازدارد عیاذ الله سبحانه من ذالک

ترجمہ: امید ہے کہ مختلف تعلقات اور منتشر تو جہات جو آپ پر بظاہر غلبہ پا گئے ہیں باطنی نسبت میں مانع نہیں ہونگے
بایں ہمہ کوشش کریں کہ ظاہری تفرقہ میں تخفیف میسر آجائے مبادا وہ باطن میں سرایت کر جائے اور مطلوب حقیقی
تک رسائی سے باز رکھے عیاذاً اللہ سبحانہ من ذالک

شرح

زیر نظر مکتوب گرامی میں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز اس امر کی تلقین و تعلیم فرما رہے ہیں کہ سالکین طریقت

کو ابتدائے سلوک میں قصدِ ادنیوی تعلقات میں مشغولیت سے قدرے کنارہ کش رہنا چاہئے تاکہ قلبی توجہات کو ارتکاز اور باطنی نسبت کو استحکام میسر ہو بصورت دیگر دنیوی امور میں کلۓ مصروفیت نسبت کیلئے باعثِ ضرر ہوتی ہے جو بالآخر تدریجاً سلب ہو جاتی ہے یوں انسان گمراہی و بے ہودگی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جاتا ہے۔ العیاذ باللہ سبحانہ البتہ اسباقِ طریقت کے تکرار سے شیخ کی نسبت منتقل و مستحکم ہوتی رہتی ہے۔ اپنے سلسلہ طریقت کے ساتھ گہری وابستگی، لگاؤ، وفا اور غیرت، نسبت کے پختہ ہونے کی علامت و شرط ہے جو زندگی میں پیش آمدہ حوادث و مصائب میں دستگیری کرتی ہے اور قبر و حشر میں بھی مدد و معاون ثابت ہوگی۔ (ان شاء اللہ)۔۔۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا

خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم

خاکے شوم و بزیر پایے تو زیم

مقصود من خستہ ز کونین توئی

از بہر تو میرم از برائے تو زیم

دفتر اول۔۔۔ مکتوب ۱۸۴

متن: اے فرزند! نچہ فردا بار خواہد آمد متابعتِ صاحبِ شریعت است علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحۃ احوال و مواجید و علوم و معارف و اشارات و رموز اگر بآن متابعت جمع شوند فیہا و نعمت والا جز خرابی و استدراج ہیج نیست سید الطائفہ جنید رابعہ از فوت شخصے بخواب دید و از حالش پرسید جنید در جواب او گفت طاحت العبارات و فنیت الاشارات و ما نفعنا الا رکعات رکعناہا فی جوف اللیل

ترجمہ: اے فرزند! جو کچھ کل کام آئے گا وہ صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے۔ احوال و مواجید، علوم و معارف اور اشارات و رموز کو اگر اس متابعت کے ساتھ جمع فرمادیں تو بہت اچھا ہے ورنہ بجز خرابی اور استدراج کے کچھ نہیں ہے۔ سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز کو وفات کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا تو حضرت جنید نے اسے جواباً فرمایا۔۔۔ جملہ عبارات اکارت گئیں اور اشارات فنا ہو گئے اور ہمیں صرف دو رکعتوں نے ہی فائدہ دیا جو ہم رات کے پچھلے پہر ادا کیا کرتے تھے۔

شرح

زیر نظر مکتوب گرامی میں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز متابعت نبوی علی صاحبہا الصلوٰات پر کار بند اور اسباق طریقت کا پابند رہنے کی نصیحت فرما رہے ہیں۔ دراصل دوران سلوک سالکین طریقت پر سنت و شریعت اور اوراد و وظائف کی بدولت حقائق و معارف کا انکشاف اور کیفیات و احوال کا ورود ہوتا ہے، جو ان کی معلومات میں مزید اضافے کا باعث ہوتے ہیں۔ جن کو یاران طریقت میں بیان کرتے اور کتب میں تحریر بھی فرمادیتے ہیں۔ بسا اوقات سالکین ان اسرار و اشارات میں اس قدر مشغول ہو جاتے ہیں کہ منزل مقصود سے توجہ ہٹ جاتی ہے جو ان کے لئے خسارے کا باعث بنتی ہے۔ چونکہ اس قسم کے اسرار و حقائق اطفال طریقت کیلئے کھلونوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بنا بریں طالبان طریقت کو انہیں ناقابل اعتبار و اعتماد سمجھ کر شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ کی پابندی کرنا چاہئے۔ بقول شاعر

کارکن بگزار از گفتار

کاندریں راہ کار دارد کار

بینہ: واضح رہے کہ اگر دوران سلوک احوال و مواجید میسر نہ بھی ہوں، محض سنت و شریعت کی پابندی اور اپنے مرشد و مربی کی محبت ہی سالک کے قلب میں موجزن رہے تو ایسا سالک مبارکباد کا مستحق ہے۔ ان شاء اللہ وفاداری بشرط استواری کے زیر اصول کے تحت وہ بالآخر واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ فہو المقصود

بینہ: سلطان طریقت، سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز جو عمر بھر جلیل القدر مشائخ کی تربیت فرماتے رہے اور اسرار طریقت کی گتھیاں سلجھاتے رہے۔ ان کے لئے بھی نوافل تہجد ہی سود مند ثابت ہوئے جو اتباع سنت ہونے کی بنا پر باعث قربت ہیں جیسا کہ ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰات میں ہے

افضل الصلوٰۃ بعد المفروضۃ صلوٰۃ فی جوف اللیل یعنی فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نمازرات کے آخری حصہ میں ادائے نماز (نوافل تہجد) ہے۔

دوسری روایت میں ہے اقرب ما یکون الرب من العبد فی جوف اللیل الآخر یعنی بندہ مومن کو رب تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب، رات کے آخری حصہ میں نصیب ہوتا ہے۔

طریقت نقشبندیہ میں

خلفائے راشدین کی متابعت کا بالخصوص التزام کیا جاتا ہے

متن: فَعَلَيْكُمْ بِمُتَابَعَةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَإِيَّاكُمْ وَمُخَالَفَةِ شَرِيعَتِهِ قَوْلًا وَعَمَلًا وَاعْتِقَادًا فَإِنَّ الْأَوَّلَى يُؤْنِسُ وَبَرَكَةٌ وَالثَّانِيَةُ شُومٌ وَهَلَكَةٌ

ترجمہ: پس ہم اور تم پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی متابعت لازم ہے قوی، عملی اور اعتقادی طور پر شریعت کی مخالفت سے بچیں کیونکہ پہلی چیز (متابعت) باعث یمن و برکت ہے اور دوسری چیز (مخالفت) باعث بربادی و ہلاکت ہے۔

شرح

سطور بالا میں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اعتقادی اور قوی و فعلی متابعت کرنے کی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے اجتناب کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں کیونکہ قرآن و حدیث میں اہل ایمان کو انہی کی اطاعت و سنت کی پیروی کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے جیسا کہ آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (النساء: ۵۹) اور علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسکوا بها وعضوا علیہا بالنواجذ (مشکوٰۃ: ۳۰) سے عیاں ہے۔

علاوہ ازیں راہ سنت ہی صراط مستقیم ہے جس پر کار بند رہنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰت ہذا صراطی مستقیم فاتبعوه (مشکوٰۃ ص: ۳۰) سے آشکارا ہے اور یہی انعام یافتہ بندوں کا راستہ ہے، سورہ فاتحہ میں یہی دعا سکھائی گئی ہے جیسا کہ آیات کریمہ انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً اور اہدنا صراط الذین انعمت علیہم سے واضح ہے۔ o الصراط المستقیم

بینہ: واضح رہے کہ مشائخ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم متابعت نبوی علی صاحبہا الصلوٰت کے بعد صحابہ کرام کی بالعموم اور خلفائے راشدین کی بالخصوص اتباع کا التزام کرتے ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین کے طریقہ کو سنت فرمایا ہے۔

بینہ: یہ امر مستحضر رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سراسر یمن و برکت ہے اور سنت و شریعت کی مخالفت میں ہلاکت و بربادی اور بے برکتی و رسوائی ہے۔ العیاذ باللہ سبحانہ

بینہ: یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ اہل طریقت کے نزدیک اپنی نسبت کی حفاظت اور اسباق طریقت پر مداومت اہم

ترین امور ہیں اس لئے سالکین طریقت کو ہر حال میں انہی کو فوقیت و اولیت و ترجیح دینا چاہئے۔ بعد ازاں دیگر امور تصنیف و تالیف و غیرہا میں مشغول ہونا چاہئے اللہم ارزقنا ایہا
 بینہ: واضح رہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ مختار مطلق اور موجد حقیقی ہے اس لئے جملہ امور اسی کے اختیار و ایجاد سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ البتہ بندہ باذن اللہ ان امور میں مختار و مجاز ہوتا ہے جیسا کہ آیات کریمہ قل ان الامر کلہ للہ (آل عمران: ۱۵۴) اور قل کل من عند اللہ (النساء: ۷۸) سے عیاں ہے۔

اظہار تعزیت

ز۔۔ تنظیم الاسلام علماء کو نسل کے کنونے رُعلامہ محمد یاسین مجددی کی خالہ محترمہ اور ماموں یکے بعد دیگرے وصال فرما گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین
 ز۔۔ درگاہ حضرت ابوالبیان علیہ الرحمہ کے خادم حافظ محمد عابد مجید مجددی کے ماموں زاد بھائی ملک محمد اکبر (ملتان) داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ مرحوم ایک زندہ دل اور جذبہ الفت سے سرشار تھے۔
 ادارہ تمام مرحومین کی بخشش اور بلندی درجات کیلئے دعا گو اور سوگواران کا شریک غم ہے۔

فضائل جبل احد

حضرت ابوالبیان علیہ الرحمہ کا ایمان افروز خطاب
 ترتیب و تدوین: علامہ محمد نوید اقبال مجددی
 نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ
 فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 عَنْ اَنْ سَبَنْ مَالِكٍ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَقَالَ رَسُوْلُ اَللّٰهِ
 ‘صَلَّى اَللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم اِنَّ اُحَدًا جَبَلٌ یُّحِبُّ اَنْ وَنُحِبُّ
 صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

(صحیح مسلم باب فضل احد الر قم: ۶۷۳۲، صحیح بخاری کتاب المغازی)

!حضرات محترم

شوال المکرم کا مہینہ ہے اور اسی ماہ میں غزوہ احد ہوا تھا اس تاریخی نسبت کی وجہ سے جبل احد کا ذکر مناسب سمجھا ہے۔ احد مدینہ منورہ کے شمال میں اڑھائی میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے جو پانچ مربع میل تک پھیلا ہوا ہے دراصل یہ لفظ اَحَد ہے۔۔۔ اَحَد کا معنی اکیلا۔۔۔ کیونکہ یہ دوسرے پہاڑوں سے جدا اور اکیلا ہے اس لئے پہلے اَحَد کہا گیا۔ پھر اَحَد کہا گیا۔۔۔ غزوہ احد کا ذکر جبل احد کا ذکر کئے بغیر نامکمل ہے۔ اس لئے پہلے جبل احد کا تعارف عرض کر رہا ہوں۔ یہ ایک پہاڑ ہے باقی پہاڑوں سے اس کی شان ممتاز ہے۔۔۔ جس طرح سارے انسان ایک جیسے نہیں اسی طرح سارے پتھر بھی ایک جیسے نہیں۔

ایک پتھر خانہ کعبہ کے کونے میں لگا ہوا ہے اس کو حجر اسود کہتے ہیں وہ پتھر چوما جاتا ہے۔۔۔ باقی پتھر چومے نہیں جاتے۔ اس کو چومنا مومنوں کا ایمان ہے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ (اِنَّكَ حَجَرٌ لَا تُفْرُوْا وَلَا تُسْفَعُ وَلَوْ لَا اِنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَا قَبَلْتُمْ) (صحیح مسلم) تو ایک پتھر ہے جو نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں عمر ہوں!۔۔۔ بت پرست نہیں۔۔۔ بت شکن ہوں۔۔۔ پتھروں کو چومنے والا نہیں۔۔۔ پتھر توڑنے والا ہوں۔۔۔ مگر میں کیا کروں تیرا بوسہ لینے پر مجبور ہوں۔۔۔ جب سے میرے نبی نے تجھے چوما ہے۔۔۔ تیرا چومنا عمر کا ایمان بن گیا ہے۔
!حضرات

جس طرح سارے انسان ایک جیسے نہیں ہوتے بلکہ درجات میں مختلف ہیں۔۔۔ اسی طرح ساری ہوائیں۔۔۔ سارے درخت۔۔۔ سارے جانور۔۔۔ سارے پتھر ایک جیسے نہیں ہوتے۔ جس طرح سارے شہر ایک جیسے نہیں، تمام شہروں میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی شان زیادہ ہے۔

دراصل فضیلت نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ملتی ہے۔۔۔ کائنات میں جس کسی شے کو فضیلت ملی ہے وہ : حضور علیہ السلام کی نسبت سے ملی ہے۔ حدیث میں آتا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اَحَدٌ جَبَلٌ مِّنْ جِبَالِ الْجَنَّةِ (طبرانی) احد جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔

دنیاوی صورت

لیکن اس دنیا میں اس کی صورت بدل دی گئی ہے۔۔۔ جس طرح آب زم زم جنت کا پانی ہے۔ اس کا کنکشن جنت سے ملا ہوا ہے۔۔۔ چھوٹا سا چشمہ ہے۔ پانچ ہزار سال سے جاری ہے۔۔۔ ساری دنیا پانی پیتی ہے۔ اب تو اتنا عام کر دیا گیا ہے کہ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں بھی لوگ آب زم زم پیتے ہیں اور اب تو منیٰ اور عرفات میں پائپ بچھا دیئے گئے ہیں حج کے موقع پر وہاں بھی زم زم میسر آتا ہے۔

لوگوں نے تو اب آب زم زم سے کپڑے دھونے بھی شروع کر دیئے ہیں۔ نہاتے بھی ہیں اور زم زم سے وضو بھی کرتے ہیں۔۔۔ حالانکہ زم زم کا احترام یہ ہے کہ اسے صرف پیا جائے یا سر پر ڈالا جائے۔ زم زم کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ شہد سے میٹھا ہے۔۔۔ دودھ سے زیادہ سفید ہے۔۔۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔۔۔ اور یہ جنت کا پانی ہے لیکن اس دنیا میں جس وقت ظاہر کیا گیا تو شکل بدل دی گئی۔۔۔ تاکہ ہم اہل دنیا اس سے نفع حاصل کر سکیں۔ تو جس طرح زم زم جنت کا پانی ہے لیکن اس کی ظاہری صورت دنیاوی پانی جیسی کر دی گئی ہے۔ اسی طرح احد ہے تو جنتی پہاڑ مگر اس کی ظاہری صورت دنیاوی پہاڑ جیسی کر دی گئی

اللہ کی عادت

یہ اللہ کی عادت ہے کہ کسی شے کی حقیقت اور ہوتی ہے مگر کسی خاص حکمت کے تحت ہمارے سامنے صورت بدل کر پیش کر دیتا ہے۔۔۔ یہ عالم اسباب ہے۔۔۔ اس عالم میں اگر فرشتے بھی ظاہر ہوں تو بشری صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور خدا کی یہی تو حکمت ہے کہ اس نے اپنا نور ابھی ظاہر فرمایا تو صورت محمدی میں ظاہر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ حقیقت کو جب صورت کا لباس پہناتا ہے تو اسے مخلوق میں رہنے والی چیزوں کی صورت میں متشکل کر کے بھیجتا ہے تاکہ لوگ نفع اور فائدہ حاصل کر سکیں۔ اگر چیز اپنی اصلی نوری حقیقت میں ہو تو ہم اس سے فیض حاصل نہیں کر سکتے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے اس دنیا میں جنت کی کچھ چیزیں بھیجی ہیں لیکن ان کی صورتیں دنیاوی بنا دیں۔

مثلاً مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کا ایک مخصوص حصہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجرہ پاک سے لے کر منبر شریف تک ہے اس کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا

(مَابَيْنَ يَمِينِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةُ سِنِّ رِيَاضِ الْجَنَّةِ) صحیح مسلم

میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کا باغ ہے۔

در حقیقت وہ جنت کی زمین ہے جس کی ظاہری صورت اس زمین جیسی کر کے اللہ نے اپنی حکمت سے اسے یہاں منتقل کر دیا۔

حضرات گرامی! آپ ذرا اس مسئلہ پر غور فرمائیں کہ

جو خدا۔۔۔ جنت کے پہاڑ کو احد پہاڑ بنا کر اس دنیا میں بھیج سکتا ہے۔

امین نورہ کا مطلب و مفہوم سمجھنے کے لئے البیان اول تقریر آمد مصطفیٰ کا مطالعہ فرمائیں

جو خدا۔۔۔ جنت کے پانی کو اس دنیا کے پانی کی صورت میں یہاں بھیج سکتا ہے۔

جو خدا۔۔۔ جنت کی زمین کو مسجد نبوی کی زمین کی صورت میں یہاں بھیج سکتا ہے

کیا وہ خدا۔۔۔ اپنے نور کو انسانی صورت میں اس دنیا میں نہیں بھیج سکتا؟

محمد سرّ وحدت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے

شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

ان چند مثالوں سے یہ مسئلہ آپ کے ذہن نشین ہو چکا ہو گا کہ اللہ رب العزت اس بات پر قادر ہے کہ نورانی اشیاء کو

صورت دنیاوی میں اس دنیا میں بھیج دے یا اس دنیا کی کسی چیز میں اس کو متشکل کر کے بھیج دے کیونکہ وہ ہر شے پر

قادر ہے۔ جو لوگ اس قسم کے مسائل میں الجھتے ہیں وہ اللہ کو علیٰ کل شئی قدیر نہیں مانتے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں

۔۔۔ اللہ اس بات پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

: مسئلہ یہ ہے کہ احد جنت کا پہاڑ ہے جس کو اس دنیا میں بھیجا گیا دوسری حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

أُحَدُّ عَلَى بَابٍ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

احد پہاڑ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمان رسالت ہے کہ جب تم احد کے پاس آؤ۔۔۔ تو وہاں کے درختوں، پتوں سے کچھ کھالیا کرو۔

اگر اور کچھ نہ ملے تو وہاں کی گھاس ہی کھالیا کرو۔۔۔ کیونکہ یہ جنت کا پہاڑ ہے اور اس پر جو چیزیں اگتی ہیں ان میں جنت

کی تاثیر ہوتی ہے۔ محدثین کرام نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ جب کوئی انسان احد شریف کی زیارت کو جائے تو اس کو وہاں سے کچھ نہ کچھ کھانا چاہئے۔۔۔ امید ہے کہ اللہ وہاں کی اُگی ہوئی چیزوں سے شفا نیک اور برکات عطا کرے گا۔

صحابہ کرام کی عادت تھی کہ جب کوئی صحابی احد کی طرف جاتا تو مدینہ کے لوگ اسے کہتے کہ اگر احد شریف چلے ہو تو ہمارے لئے گھاس لے آنا ہم اس کو کھائیں گے لہذا جس کو اللہ احد شریف کی حاضری نصیب کرے اس کو یہ سعادت حاصل کرنی چاہئے۔

حضور جبل احد پر

حضرات گرامی!۔۔۔ احد ایک ایسا پہاڑ ہے جس کی شان اور فضیلت میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں ایک حدیث نبوی سماعت فرمائیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ

(بخاری کتاب المناقب الرق: ۳۴۸۳)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے آپ کے ساتھ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر ابن خطاب اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ پر قدم رکھا تو حدیث کے لفظ ہیں کہ فَرَجَفَ بِهِمْ

احد پہاڑ ہلنے لگا۔۔۔ حرکت کرنے لگا۔۔۔ جھومنے لگا۔۔۔ و جد میں لا گیا

بعض کم فہم اور عشق رسالت سے عاری لوگ کہتے ہیں کہ زلزلہ آگیا تھا کیا حضور کے قدم رکھنے سے زلزلہ آتا ہے؟ (معاذ اللہ)۔۔۔ بات یوں نہیں ہے۔

! حضرات

حدیث نبوی سمجھنے کے لئے عشق رسول کی ضرورت ہے۔۔۔ محبت رسول کی ضرورت ہے۔۔۔ حضور نے قدم مبارک رکھے تو پہاڑ کو زلزلہ کیوں لا گیا؟۔۔۔ آپ زمین پر چلتے تھے تو زمین پر زلزلہ کیوں نہیں آتا تھا؟ یہ کونسا مسئلہ ہے بات یہ نہیں کہ زلزلہ آگیا تھا۔۔۔ اصل بات یہ ہے پہاڑ اپنی خوش قسمتی دیکھ کر و جد میں لا گیا۔۔۔ جھوم اٹھا کہ

آج مجھ پر تاجدارِ مدینہ کے قدم آئے ہیں۔۔۔ حضور تشریف لائے ہیں۔۔۔ خوشی سے وجد کر اٹھا۔۔۔ اپنے بخت پر نازاں ہوا

آپ مجھے کہیں گے مجددی صاحب آپ عجیب خوش اعتقادی کی باتیں کر رہے ہیں پہاڑ کہاں وجد کرتے ہیں؟ ہاں ہاں
! پہاڑ وجد کرتے ہیں میں قرآن پیش کرتا ہوں
(فَلَمَّا تَخَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا) (اعراف ۱۴۳:۷)

جب اللہ کی تجلی طور پہاڑ پر آئی۔۔۔ تو پہاڑ وجد میں آیا۔۔۔ رقص میں آیا۔۔۔ حرکت میں آیا۔۔۔ جھوما۔۔۔ اور اس کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔۔۔ چورہ ہو کر سرمہ بن گیا۔۔۔ اللہ کے عشق کی گرمی میں جل گیا۔۔۔ وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

! حضرات

یہ وجد نہیں تھا تو کیا تھا؟۔۔۔ موسیٰ بے ہوش ہو گئے۔۔۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا وجد تھا۔۔۔ پہاڑ سرمہ ہو گیا۔۔۔ پہاڑ جل گیا۔۔۔ پہاڑ وجد میں ما گیا۔۔۔ پہاڑ رقص کرنے لگا۔۔۔ یہ پہاڑ کا وجد تھا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں

عشق جانِ طور آمد عاشقان

طور مست و خر موسیٰ صعقا

جب اللہ کی تجلی آئی تو طور وجد میں ما گر مست ہو گیا۔۔۔ پہاڑ رقص کرنے لگا۔۔۔ جب تجلی آتی ہے تو پتھر بھی پہچان لیتے ہیں۔

! حضرات

میرا دعویٰ یہ ہے کہ پتھروں سے انسان کا دل زیادہ سخت ہے۔ پتھر نرم ہیں۔۔۔ پتھر اتنا سخت نہیں۔۔۔ جتنے لوگوں کے دل ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ کافروں اور منافقوں کے دل۔۔۔ أَشَدُّ قَسْوَةً۔۔۔ (البقرہ

۲:۷۴)

پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔۔۔ پتھروں پر پھر بھی اثر ہو جاتا ہے ان بندوں پر اثر نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ نے

:پتھر پر عصا مارا تھا قرآن کہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے اللہ سے پانی مانگا۔۔۔ تو اللہ نے فرمایا
اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ (البقرہ ۲: ۶۰) حکم ملا! اس پتھر پر اپنی لاٹھی مارو جب آپ نے لاٹھی ماری۔۔۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ
اِثْنَا عَشَرَ نَافِثًا (البقرہ ۲: ۶۰) تو اس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔

چاہے یوں کہہ لو کہ پتھر رو پڑا۔۔۔ معلوم ہوا!۔۔۔ پتھر کو لاٹھی لگے تو وہ بات مانتا ہے۔۔۔ بندہ اور بھی زیادہ بگڑتا
ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ پتھر تو کبھی کبھی پھوٹ پڑتا ہے بندہ نہیں پھوٹتا۔۔۔ یہ بڑا سخت ہے۔۔۔ دعا کرو اللہ سخت دل
نہ بنائے۔ آمین۔۔۔ اللہ ہمیں نرم دل کر دے۔۔۔ جن کے دل نرم ہوتے ہیں وہ یاد خدا اور عشقِ مصطفیٰ میں رویا
کرتے ہیں۔۔۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آیا کرتے ہیں۔ تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی لاٹھی سے پتھر نرم ہوا۔۔۔ اس
سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

حبیب اور کلیم

حضرات! پتھر سے پانی کا نکلنا یہ عادت ہے۔۔۔ پہاڑوں سے چشمے نکلا کرتے ہیں۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔۔۔
کمال ہے۔۔۔ لیکن اس سے بڑا کمال بھی کوئی ہونا چاہئے۔ محدثین فرماتے ہیں کہ پتھر کی عادت ہے اس سے پانی نکلتا
ہے۔ کسی ایسی شے سے پانی نکلے جو پانی نکالنے کی عادی نہ ہو یہ اس سے بھی بڑا کمال ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال سنئے! صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ صحابہ کے پاس نہ وضو کیلئے پانی
نہ رہا۔۔۔ نہ پینے کیلئے۔۔۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ پانی ختم ہو گیا حدیث کے لفظ ہیں۔۔۔ فَوَضَّعَ يَدَهُ فِي الرِّسْوَةِ
آپ نے اپنا دست مبارک اک برتن میں رکھا۔۔۔ فَجَعَلَ الْمَاءُ يُثَوِّرُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ (صحیح بخاری باب غزوہ

(حدیبیہ الرقم: ۳۹۲۱)

پانچوں انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

فرمایا! پانی پی لو۔۔۔ وضو کرو لو۔۔۔ جانوروں کو پلاؤ۔۔۔ میں نے اس پانی کا کنکشن حوض کوثر سے جوڑ دیا ہے۔

انگلیاں ہیں فیض پہ ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنج آبِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

پنجاب کے رہنے والو۔۔۔ اس خطے کو پنجاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ دریا ہیں۔۔۔ پنج آب ہیں۔۔۔ اس لئے

اس کا نام پنجاب ہے اور یہ پنجاب جو ہے یہ تو میرے نبی کی انگلیوں کا فیض ہے۔ آپ کہیں گے کہ مجددی صاحب آپ مسئلہ کیا بتانا چاہتے ہیں؟ میں کہوں گا کہ یہی تو بتا رہا ہوں کبھی پتھر کی مثال دے رہا ہوں۔۔۔ کبھی انگلیوں کی مثال دے رہا ہوں۔۔۔ یہی تو کہہ رہا ہوں جدھر جدھر نبی کی توجہ آجائے۔۔۔ مردہ دلوں میں جان آجاتی ہے۔۔۔ جدھر نبی کی توجہ ہو جائے۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلم دان گیا
مسئلہ یہ عرض کر رہا ہوں کہ

جب حضور نے احد پہاڑ پر قدم مبارک رکھے فَرَجَ کوئی کہتا ہے۔۔۔ زلزلہ آگیا۔۔۔ کوئی کہتا ہے ہلنے لگا۔۔۔ ہم لوگ کہتے ہیں وجد میں آگیا خوشی سے جھومنے لگا۔

اس کی ایک اور مثال بطور تائید پیش کرتا ہوں

معراج کی رات جب براق حضور کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو براق بھی خوشی سے جھومنے لگا۔ تو جبریل امین نے کہا۔۔۔ براق ٹھہر جا۔۔۔ تجھے پتہ نہیں سید الانبیاء تیری پشت پر سوار ہو رہے ہیں پھر براق ٹھہر گیا اے۔۔۔ براق کو زلزلہ نہیں آیا تھا بلکہ وہ وجد میں جھوما تھا۔

!حضرات

اس انسان کو وجد ہوتا ہے جس پر رحمت نازل ہو۔۔۔ جس کے دل پر انوار الہی کا نزول ہو۔۔۔ جس کے دل میں محبت خدا ہو۔۔۔ عشق مصطفیٰ ہو ہم تو یہی کہیں گے کہ احد پہاڑ وجد میں آگیا۔۔۔ جھومنے لگا۔۔۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک احد پر مارا اور فرمایا

أُنْبِئْتُ أَحَدًا فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم ۸۳۷۳)

اے احد ٹھہر جا۔۔۔ حرکت بند کر دے تجھ پر خدا کا نبی ہے۔۔۔ ایک صدیق ہے دو شہید ہیں۔

پہاڑ میں جان آگئی

حضرات!۔۔۔ یہ حدیث تو آپ نے بارہا سنی ہے آئیے اس حدیث پر غور کریں انشاء اللہ آپ کے ایمان کو تازگی اور روح کو بالیدگی ملے گی۔

احجامع ترمذی۔ کتاب تفسیر القرآن رقم: ۳۱۳۱

پہلی بات یہ کہ نبی کی محبت میں۔۔۔ نبی کے عشق میں۔۔۔ احد پہاڑ کو وجد آیا۔۔۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ پہاڑ کو عشق تو پہلے بھی تھا۔۔۔ محبت بھی تھی۔۔۔ پہلے کیوں نہیں وجد کرتا رہا؟ اس دن کیوں جھوم اٹھا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہاڑ میں شوق بھی تھا۔۔۔ عشق بھی تھا۔۔۔ محبت بھی تھی۔۔۔ سب کچھ تھا۔۔۔ لیکن ابھی جان نہیں آئی تھی۔۔۔ پہاڑ کو وجد آیا۔۔۔ لیکن ابھی جان نہیں آئی تھی۔۔۔ جب حضور نے قدم رکھا تو اس میں زندگی آگئی۔۔۔ زندگی آئی تو وجد کیا۔۔۔ جھوما۔۔۔ معلوم ہوا نبی کے قدم پتھر پر لگیں تو پتھر بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔۔۔ پتھروں میں جان آ جاتی ہے۔ جس نبی کی حیات کا یہ عالم ہو کہ جس سے لگ جائے۔۔۔ وہ شے زندہ ہو جائے۔۔۔ اس نبی کو مردہ کہتے وقت نام نہاد مسلمانوں کو شرم نہیں آتی؟ جو دعویٰ مسلمانی کا کرتے ہیں اور عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ نبی مردہ ہے (۔) (استغفر اللہ

جس نبی کا کسی شے کے ساتھ قدم لگ جائے۔۔۔ ہاتھ لگ جائے۔۔۔ کپڑا لگ جائے۔۔۔ تو وہ مردہ شے بھی زندہ ہو جاتی ہے۔

حدیث نبوی سنئے اے

غزوہ خیبر کے بعد مشرکین اور یہود نے یہ سوچا کہ اس نبی سے کسی طرح بھی

ہماری جان چھوٹتی نظر نہیں آتی غزوات میں بھی یہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ ہر لحاظ سے ہمارا پروگرام فیل ہو جاتا ہے

۔۔۔ کوئی ایسا پروگرام بناؤ۔۔۔ کہ اس کو زہر دے دیا جائے

(معاذ اللہ)۔۔۔ یہ منصوبہ بنا کر انہوں نے اک یہودیہ عورت کو سکھایا (اور ایک روایت کے مطابق وہ مرحب کی)

بہن تھی) کہ تو نبی کو دعوت کر کے گوشت میں زہر ملا دے اس یہودیہ عورت نے یہ بات مان لی۔۔۔ اس نے بکری کی

دستی کا گوشت منگایا۔۔۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی علیہ السلام دستی کا گوشت پسند فرماتے ہیں اور اس گوشت میں

نہایت سریع الاثر زہر ملا دیا پھر آپ کی دعوت کی

آپ تشریف لے آئے یہودیہ عورت نے گوشت کی تھالی آگے رکھ دی حضور آپ کا مرغوب کھانا پیش خدمت ہے

-- کھائیے آپ نے بسم اللہ پڑھی -- زہر آلود گوشت سے اک لقمہ اٹھایا اور اٹھا

صحیح بخاری کتاب المغازی، سنن دارمی الرقم ۷۰، ۶۹، ۶۸، ابوداؤد کتاب الدیات ۱

کے منہ میں ڈالا -- تناول فرمایا یہودیہ عورت دیکھتی رہی اس کے دل میں بھی اک بات تھی۔ اس نے یہ نیت کر رکھی تھی کہ اگر اللہ کا سچا نبی ہو تو زہر اس پر اثر ہی نہیں کرے گا اور میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤں گی اور اگر زہر اثر کر گیا تو میں سمجھوں گی نبی نہیں اور جو نبی نہ ہو اور نبوت کا دعویٰ کرے اسے زہر ہی دینا چاہئے یہ اس کی سوچ تھی۔

زہر آلود گوشت بول اٹھا

اس نیت سے اس نے زہر آلود گوشت آگے رکھا آپ نے زہر آلود لقمہ کھالیا۔ یہودیہ عورت دیکھتی ہے -- آپ کی طبیعت پر کوئی برا اثر نمودار نہیں ہوتا -- پھر اس کے بعد حضور نے ہاتھ مبارک آگے بڑھایا جب دوسرا لقمہ تھالی سے اٹھانے لگے تو وہ تھالی والا گوشت بول پڑا گوشت سے آواز آئی اِنِّیْ مَسْمُوْمٌ یَّارَسُوْلَ اللہ میرے اندر زہر ملا ہوا ہے مجھے نہ کھائیں

میں سوال کرتا ہوں اے گوشت اب تجھے بولنے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر تیرے اندر زہر تھا تو پہلے بولتا -- پہلا لقمہ تو حضور نے کھالیا۔ اب بولنے کا کیا فائدہ۔

تو گوشت کہتا ہے! میں کیا کروں؟ میں کس طرح بولتا؟ میں تو مردہ تھا -- مجھ میں تو جان ہی نہ تھی -- میں کیسے بولتا؟ -- میں مجبور تھا پس جب مجھے نبی نے ہاتھ لگایا ہے تو میں زندہ ہو گیا -- جب ہاتھ نہیں لگایا تھا -- میں کیسے بولتا؟ جب نبی کا ہاتھ لگ گیا ہے -- مجھ میں جان آگئی ہے -- میں بول پڑا۔

دلیل علم غیب

حضرات! لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر حضور کو غیب ہو تا تو کھاتے کیوں؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر حضور گوشت کا پہلا لقمہ تناول نہ فرماتے تو پتہ چلتا کہ نبی کو غیب نہیں -- کھالیا یہ تو علم غیب کی دلیل

ہے۔۔۔ کیونکہ آپ جانتے تھے یہودیہ عورت کی نیت کیا ہے اور یہی تو علم غیب ہے۔ آپ اس کی نیت کو جانتے تھے کہ وہ دیکھنا یہ چاہتی ہے کہ نبی پر زہر اثر کرتا ہے یا نہیں اگر نہ کھاتے تو یہودیہ

اقبال ابوداؤد دھندہ اخت مرحب، کتاب الدیات

عورت کو کیسے پتہ چلتا کہ نبی پر زہر اثر نہیں کرتا۔۔۔ آپ نے قصداً اس لئے کھایا تا کہ یہودیہ عورت جان لے کہ زہر نبی پر اثر نہیں کرتا۔

یہ تو اثبات علم غیب کی دلیل ہے آپ کو یہودیہ عورت کے دل کی نیت کا بھی علم تھا اور یہ بھی علم تھا کہ زہر مجھے پر اثر نہیں کرے گا۔

! غور کیجئے حضرات

اس حدیث پاک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت مل رہا ہے لیکن وہ لوگ جو فہم حدیث سے عاری ہیں۔۔۔ منشاء رسالت سے بے خبر ہیں وہ اس کا مفہوم کچھ اور ہی نکالتے ہیں حضور نے گوشت کا پہلا لقمہ تو کھالیا۔۔۔ جب دوسرا لقمہ اٹھانے لگے تو پھر گوشت بول پڑا۔

! حضرات

سوال یہ ہے کہ گوشت کا پہلا لقمہ کیوں نہ بولا؟ پہلے ہی لقمہ پہ کیوں نہ بولا؟۔

چار موتیں

علماء کرام فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے جب تک حضور کا دست اقدس گوشت سے مس نہ ہوا تھا۔۔۔ اس گوشت پر چار موتیں واقع ہوئی تھیں۔

پہلی موت۔۔۔ بکری کو ذبح کیا گیا

دوسری موت۔۔۔ گوشت کے ٹکڑے کر کے اس کا قیمہ بنایا گیا

تیسری موت۔۔۔ اس گوشت کو آگ پر پکایا گیا

چوتھی موت۔۔۔ اس گوشت کو زہر میں بچھایا گیا

اس گوشت پر چار موتیں واقع ہو چکی تھیں۔۔۔ وہ گوشت کس طرح بولتا۔۔۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھالی

میں ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کے ہاتھ مبارک کے مس ہونے سے سارا گوشت
 زندہ ہو گیا۔۔۔ زندگی آئی۔۔۔ تو بول اٹھا۔۔۔ جب تک ہاتھ مبارک نہ لگا تھا تو مردہ تھا۔۔۔ جب ہاتھ لگ گیا تو زندہ
 ہو گیا۔۔۔ اس لئے جب دوسری بار زندگی ملی۔۔۔ تو بول پڑا۔۔۔
 (اِنَّ كَانَ نَبِيًّا لَّمْ يَضُرُّهُ) (سنن دارمی الر قم ۶۹)
 ! معلوم ہوا

نبی کا جسم جس شے کو لگ جائے اس شے میں زندگی آ جاتی ہے۔۔۔ جس کے ساتھ مس ہونے سے زندگی ملتی ہے وہ
 (خود زندہ کیوں نہیں؟) سبحان اللہ
 ! حضرات گرامی

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے احد ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں
 پہاڑ ٹھہر گیا۔۔۔ یہ بات الگ ہے کہ انسان نبی کا حکم نہ مانے۔۔۔ پتھر تو نبی کے حکم کے پابند ہیں۔۔۔ جب نبی فرمائے
 ٹھہر جا۔۔۔ تو پتھر ٹھہر جاتے ہیں۔۔۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ پتھر حضور کا حکم کیوں مانتے تھے؟۔۔۔ اس لئے
 کہ وہ حضور کو اپنا نبی مانتے تھے دیکھو! نبی نے
 انگلی کا اشارہ کیا۔۔۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا
 انگلی کا اشارہ کیا۔۔۔ ڈوبا ہوا سورج واپس آ گیا
 انگلی کا اشارہ ہوا۔۔۔ بادل آ گئے
 انگلی کا اشارہ ہوا۔۔۔ درخت چلنے لگے
 انگلی کا اشارہ ہوا۔۔۔ پتھر کلمہ پڑھنے لگے
 ! معلوم ہوا

ہر شے پہچانتی تھی کہ یہ خدا کا رسول ہے نہ صرف پہچانتے تھے۔۔۔ بلکہ مانتے تھے اور نبی کا حکم ماننا فرض ہوتا ہے اس
 لئے ہر پتھر بھی پہچانتا تھا۔۔۔ حضور خدا کے نبی ہیں۔
 جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا۔۔۔ تو پہاڑ ٹھہر گیا۔۔۔ پھر فرمایا اے پہاڑ تجھ پر ایک نبی ہے۔۔۔

ایک صدیق ہے۔۔۔ دو شہید ہیں۔۔۔ یہ جو پہاڑ پر کھڑے تھے ابھی شہید تو نہ ہوئے تھے۔۔۔ مرتبہ شہادت تو بعد میں حاصل ہونا تھا مگر حضور پہلے بتا رہے ہیں۔۔۔ یہ دونوں شہید ہیں۔۔۔ مجھے بتاؤ! علم غیب اور کس چیز کا نام ہے؟
! معلوم ہوا

نبی کو ہر انسان کی موت کے بارے میں علم ہوتا ہے کہ کون کب مرے گا؟ کس حال میں مرے گا؟۔۔۔ کس حیثیت سے مرے گا؟۔ اس کے دل کی کیفیت کیا ہوگی؟ اور موت کی قسموں میں سے اس کی موت کس قسم کی ہوگی؟ یہ حضور کے علم غیب پر دلیل ہے۔

احد حضور کا عاشق ہے

حضرات! سوال یہ ہے کہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جبل احد پر تشریف لے گئے تھے تو وہ کیوں جھومنے لگا تھا؟ اسے وجد کیوں آیا تھا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضور سے محبت کرتا تھا۔۔۔ حضور کا عاشق تھا۔

: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا
(إِنَّ أَحَدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ) (صحیح مسلم باب فضل احد الرقم ۳۲۶، صحیح بخاری کتاب المغازی

احد پہاڑ میرے ساتھ محبت کرتا ہے میں احد کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ پتھروں کو بھی نبی سے محبت ہے جو انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرے اس سے تو وہ پتھر اچھے ہیں۔۔۔ جو حضور سے محبت کرتے ہیں

جناں عشق مول نہ کیتا اوہ اینویں آن وگتے

عشقتوں باج محمد بخشا کیا آدم کیا کتے

جس طرح انسانوں میں خوش قسمت انسان حضور کے عاشق ہوتے ہیں اسی طرح پتھروں میں بھی کچھ پتھر حضور کے عاشق ہوتے ہیں یہ محض اللہ کا کرم ہے کہ جس بشر۔۔۔ جس حجر اور جس شجر کو چاہے حضور کا عاشق بنا دے۔۔۔

حضور کی محبت نجات کی ضمانت ہے وہ پہاڑ بھی جنتی ہو گئے جنہوں نے حضور سے محبت کی۔

یہ حدیث مبارکہ آپ نے بارہا سنی ہے کبھی اس پر غور بھی تو کریں کہ حضور کو کس طرح علم ہو گیا کہ وہ پہاڑ مجھ سے

محبت کرتا ہے کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ وہ دیوار آپ سے محبت کر رہی ہے؟ لیکن نبی پاک کو اس پہاڑ کی محبت کا علم کیسے ہوا؟

آپ کہیں گے ہو سکتا ہے۔۔۔ پہاڑ کا وجد دیکھ کر حضور نے پہچان لیا ہو کہ یہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔
میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ کسی زمین پر چل رہے ہوں تو زمین پر زلزلہ آئے تو آپ یہ دلیل دیں گے کہ یہ مجھ سے محبت کر رہی ہے نہیں یہ تو محبت کی کوئی علامت نہیں۔

حضور فرماتے ہیں یہ پہاڑ مجھ سے محبت کر رہا ہے معلوم ہوا کہ آپ اس کی محبت جانتے ہیں۔ مسلمانو! اگر حضور یہ جانتے ہیں کہ کونسا پہاڑ میرے ساتھ محبت کرتا ہے؟۔ تو یہ بھی تو جانتے ہیں کہ کونسا انسان مجھ سے محبت کر رہا ہے اور محبت دل کا راز ہے اس کا تعلق دل سے ہے۔۔۔ کسی کو کیا علم؟ کہ کس کی محبت ہے۔۔۔ کتنی ہے؟۔
آپ یہاں اتنے افراد بیٹھے ہیں۔۔۔ مجھے کیا پتہ؟ کس کے دل میں کس کی محبت ہے؟ آپ کو کیا پتہ میرے دل میں کس کی محبت ہے؟ کسی کی محبت کو جان لینا۔۔۔ یہ دل کی بات جاننا ہے۔

معلوم ہوا! مکملی والا دل کی باتیں بھی جانتا ہے محبت دل میں ہوتی ہے محبت کا مرکز دل ہے۔ محبت دل کے اندر رہتی ہے اور یہ بات وہی بتا سکتا ہے۔۔۔ جس کی نظر دل پر ہو۔۔۔ معلوم ہوا! حضور دل کی باتیں بھی جانتے ہیں کہ حضور جانتے ہیں کہ کون میرے ساتھ محبت کر رہا ہے؟ کون محبت نہیں کر رہا؟۔۔۔ دلائل الخیرات جو درود شریف کا مجموعہ ہے۔۔۔ جو تمام اولیاء کا وظیفہ ہے۔۔۔ قرب مصطفیٰ کا زینہ ہے۔۔۔ محبت رسول کا گنجینہ ہے اس میں سلطان المقرنین : سید العارفین امام محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے حضور نے فرمایا

اَسْمَعُ صَلَوةَ اَهْلِ مُحَبَّتِي وَاَعْرِفُهُمْ

اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں۔۔۔ محبت والوں کا درود فرشتوں کے واسطے کے بغیر حضور خود سنتے ہیں اور انہیں پہچانتے ہیں تو حضور کو علم ہے کہ کون محبت سے درود پڑھ رہا ہے اور کون محبت سے نہیں پڑھ رہا جو محبت سے پڑھے اس کا درود خود سنتے ہیں۔

معلوم ہوا!

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر انسان کے دل کی کیفیتوں سے واقف ہیں دل کی کیفیات سے واقف ہونا کمال ہے کیونکہ

ان کا دل ہے تو واقف ہیں اور حضور کا اس سے بھی بڑا کمال یہ ہے کہ جس شے کا دل بھی نہ ہو اس کی حالت بھی جان لیتے ہیں۔

! حضرات

پتھر کی حقیقت میں محبت نہیں ہوتی جس انسان کے دل میں محبت نہ ہو اسے پتھر دل کہتے ہیں۔۔۔ حضور کی کمال محبوبیت یہ ہے کہ جس شے کی حقیقت میں محبت نہیں۔۔۔ وہ بھی حضور سے محبت کرتی ہے۔ تو پتھر کا دل نہیں ہے اگر کسی کو شک ہو تو پتھر اٹھا کے ڈاکٹروں کے پاس لے جائے۔۔۔ سر جنوں سے پوچھ لو۔۔۔ سائنسدانوں سے پوچھ لو۔۔۔ سب جواب دیں گے کہ پتھروں کا دل نہیں ہوتا۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں جن چیزوں کا دل نہیں۔۔۔ نبی تو ان کے اندر کا غیب جانتا ہے۔۔۔ تم تو پھر دل والے ہو۔۔۔ تمہارے اندر کی باتیں حضور کیوں نہیں جانتے؟ مسلمانو!۔۔۔ حضور کے غلامو! دعا کیا کرو۔۔۔ اے اللہ اس دل میں تیری اور تیرے محبوب کی محبت سما جائے اور حال یہ ہو جائے

پس مردن فرشتوں نے تلاشی لی تو کیا نکلا

میرے دل کے گوشے سے خیال مصطفیٰ نکلا

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُسِينُ

شوال میں عمرہ

کرنے والے پر حج فرض ہونے کی تحقیق

مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ

ہمارے زمانہ میں یہ مشہور ہے کہ جس شخص نے پہلے حج نہ کیا ہو وہ اگر ماہ شوال میں عمرہ کرے تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے، خواہ اس کے پاس ایام حج تک وہاں ٹھہرنے اور کھانے پینے کی استطاعت نہ ہو اور خواہ اس کے پاس وہاں ٹھہرنے کیلئے سعودی عرب کا ویزہ نہ ہو۔ اگر وہ حج کیے بغیر واپس آ گیا تو اس کے ذمہ حج فرض ہو گا اس پر لازم ہے کہ وہ کسی سے قرض لے کر یا کسی بھی طرح حج کرے اگر اس نے حج نہیں کیا اور مر گیا تو گنہ گار ہو گا۔

یہ فتویٰ قرآن، حدیث اور فقہ کے صراحۃً خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں صراحتاً ذکر ہے
 وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آل عمران: ۹۷) لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ اس کے گھر کا حج کریں جو
 اس کے راستہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔

اس آیت سے واضح ہو گیا کہ استطاعت کے بغیر حج فرض نہیں ہوتا۔ استطاعت کی تفسیر میں صدر الشریعہ مولانا امجد
 علی رحمۃ اللہ علیہ یوں لکھتے ہیں۔۔۔ سفر خرچ اور سواری پر قادر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہ چیزیں اس کی حاجت سے
 زائد ہوں یعنی مکان، لباس، خادم اور سواری کا جانور، اور پیشہ کے اوزار اور خانہ داری کے سامان اور دین (قرض) سے
 اتنا زائد ہو کہ سواری پر مکہ معظمہ جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آنے اور جانے سے لیکر واپسی تک عیال کا نفقہ
 اور مکان کی مرمت کیلئے کافی مال چھوڑ جائے اور جانے آنے میں اپنے نفقہ اور اہل و عیال کے نفقہ میں قدر متوسط
 کا اعتبار ہے نہ کمی، نہ اسراف۔ عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اس پر واجب ہے۔ (در مختار، عالمگیری، بہار
 شریعت: ج ۶ ص ۱۲-۱۱، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ شوال میں عمرہ کرنے والے جس شخص کے پاس حج کرنے تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے
 اور طعام کی استطاعت نہیں ہے اس پر حج فرض نہیں ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے کوئی
 ظاہری حاجت (طعام، قیام اور سفر خرچ کی کمی) مانع نہ ہوئی، نہ ظالم بادشاہ نہ کوئی ایسی بیماری جو حج سے مانع ہو اور وہ
 شخص اس حال میں مر جائے کہ اس نے حج نہ کیا ہو تو (ہمیں اس کی پرواہ نہیں) خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی
 (ہو کر)۔ (سنن دارمی: ج ۱، ص ۳۶۰)

اس حدیث کو حافظ منذری (۱) اور صدر الشریعت (۲) رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری المتوفی ۶۵۶ھ الترغیب والترہیب: ج ۲، ص ۲۱۱، مطبوعہ ۱
 دار الحدیث قاہرہ، ۱۴۰۷ھ

مولانا مولوی حکیم محمد امجد علی متوفی ۱۳۷۶ھ، بہار شریعت: ج ۷، ص ۹، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی ۲
 اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ظالم بادشاہ کے منع کرنے سے بھی حج فرض نہیں ہوتا اور جو شخص شوال میں واپسی کا

ویزا لے کر عمرہ کرنے گیا ہو، اس کو سعودی حکام مکہ میں قیام کرنے سے منع کرتے ہیں وہ لوگوں کی تلاشی لیتے رہتے ہیں اور جو پکڑا جائے اس کو پہلے گرفتار کر کے سزا دیتے ہیں پھر واپس اس کے ملک بھیج دیتے ہیں، اس لیے شوال میں عمرہ کرنے والے پر حج کو فرض کہنا اس حدیث کے بھی خلاف ہے۔

نیز جو نادار آدمی کسی کی طرف سے حج بدل کرتا ہے وہ حج کے ایام میں مکہ مکرمہ پہنچ جاتا ہے اگر صرف حج کے ایام میں مکہ پہنچ جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے تو حج بدل کرنے والے نادار پر بھی حج فرض ہونا چاہیے حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ نیز شوال حج کا مہینہ ہے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کرنا جائز ہے جیسا کہ عالمگیری میں لکھا ہے

المفرد بالعمرة محرم للعمرة من الميقات او قبل الميقات في اشهر الحج او في غير اشهر الحج

صرف عمرہ کرنے والا میقات سے عمرہ کا احرام باندھے یا میقات سے پہلے خواہ وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرے یا حج کے مہینوں کے علاوہ اور اس جگہ یہ نہیں لکھا کہ جو شخص حج کے مہینوں

میں صرف عمرہ کرے اس پر حج لازم ہو جاتا ہے حالانکہ موضع البیان میں بیان کرنا لازم ہوتا ہے۔

اعالمگیری: ج ۱، ص ۲۳، مطبوعہ مطبع امیر یہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

میں نے اس مسئلہ میں بعض علماء کا فتویٰ دیکھا جنہوں نے شوال میں عمرہ کرنے پر حج فرض ہونے کے متعلق عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ اور اس کے گرد رہنے والوں پر حج فرض ہو جاتا ہے خواہ ان کو سواری پر قدرت نہ ہو، بشرطیکہ وہ خود چل سکتے ہوں۔

اول تو ہمارا کلام اس شخص کے بارے میں ہے جو یہاں سے عمرہ کیلئے جائے۔۔۔ کیونکہ حج کرنے تک رہائش اور کھانے کی استطاعت اسی سے متعلق ہے۔ مکہ میں رہنے والوں کیلئے رہائش کی استطاعت کا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ ثانیاً انہوں نے فتویٰ میں عالمگیری کی آدھی عبارت نقل کی ہے حالانکہ عالمگیری کی پوری عبارت کا ترجمہ اس طرح ہے؛

ینا بیع میں مذکور ہے کہ اہل مکہ اور تین دن کی مسافت سے کم اس کے گرد رہنے والوں پر حج کرنا واجب ہے جب کہ وہ چلنے پر قوت رکھتے ہوں، خواہ ان کو سواری پر قدرت نہ ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ ان کے پاس دستور کے مطابق طعام کی اتنی مقدار ہو جو ان کے اہل و عیال کیلئے واپس آنے تک کیلئے کافی ہو، اسی طرح السراج الوہاج میں ہے۔

غور فرمائیے کہ جب اہل مکہ اور اس کے گرد رہنے والوں پر بھی واپس آنے تک طعام کی استطاعت کے بغیر حج فرض نہیں ہے تو دور دراز کے علاقوں سے مکہ مکرمہ پہنچنے والوں پر رہائش اور طعام کی استطاعت کے بغیر حج کیسے فرض ہو گا۔۔۔؟

اس فتویٰ میں دوسری دلیل یہ لکھی ہے کہ اگر کسی شخص پر استطاعت کی وجہ سے حج فرض تھا اور اس نے حج نہیں کیا حتیٰ کہ اس کا مال تلف ہو گیا تو اس کیلئے جائز ہے کہ وہ قرض لے کر حج کرے خواہ وہ وفات تک اس قرض کی ادائیگی پر قادر نہ ہو، اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قرض کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس سے مؤاخذہ نہیں فرمائے گا جبکہ اس (کی نیت یہ ہو کہ وہ قادر ہونے پر اس قرض کو ادا کر دے گا۔) (در مختار: ج ۲، ص ۱۴۰)

یہ عبارت ہمارے بحث سے خارج ہے کیونکہ یہ عبارت اس شخص کے متعلق ہے جس پر مالی استطاعت کی وجہ سے حج فرض ہو چکا ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو اور پھر اس کا مال تلف ہو گیا۔۔۔ جبکہ ہماری گفتگو اس شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس حج کر کے واپس آنے تک رہائش اور طعام کیلئے اپنے اور اپنے عیال کا خرچ نہیں ہے۔۔۔ سو ظاہر ہے اس پر حج فرض ہوا ہی نہیں۔ نیز علامہ شامی نے لکھا ہے کہ جس پر حج فرض تھا اس نے حج نہیں کیا اور اس کا مال تلف ہو گیا۔۔۔ تو اس کے لیے قرض لینا اس وقت جائز ہے جب کہ اس کا غالب گمان یہ ہو کہ وہ اپنی وفات سے پہلے اس قرض کو ادا کر دے گا اور اگر اس کا غالب گمان یہ ہو کہ وہ اپنی وفات سے پہلے اس قرض کو ادا نہیں کر سکے گا تو اس کیلئے قرض نہ (لینا افضل ہے۔) (رد المحتار: ج ۲، ص ۱۴۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ شوال میں عمرہ کرنے والے پر بغیر استطاعت کے حج کرنے کو فرض کہتے ہیں ان (کا دعویٰ بلادلیل ہے۔) (بشکریہ تفسیر تبیان القرآن)

حضرت ابوالبیان علیہ الرحمہ کا

نظریہ انسان دوستی

گذشتہ سے پیوستہ پروفیسر ڈاکٹر شیخ ایزد مسعود ایڈووکیٹ

ہمسایوں کے حقوق

اسی طرح حضرت ابوالبلیان علیہ الرحمہ نے ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں بھی وضاحت فرمائی ہے۔ حضرت ابو شریح خذاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہے“

پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ کون مومن نہیں؟

”فرمایا“ وہ شخص جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور اذیتوں سے خائف رہتے ہوں

دوسری حدیث میں ہے ”اپنے ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔۔۔ تب تم اچھے ایماندار ہو گے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جو خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی فاقہ سے ہو۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خود غرضی، سنگ دلی اور خواہش نفس کا مرکب انسان حقیقت ایمان سے بے نصیب اور بے خبر رہتا ہے اور ایمان کے ثمرات سے فیض یاب نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگ جو اپنے پڑوسیوں کو تنگ کرتے ہیں اور مردم آزار ہیں۔

امانت داری اور عہد کی پابندی

انسان دوستی کے ثمرات سے صرف اس وقت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جب انسان اپنے عہد کی پابندی کرے، وعدے کو پورا کرے اور امانت میں خیانت نہ کرے۔ انسانی معاشرے میں قانون کی بالادستی اور حکمرانی کا تصور اس وقت تقویت پکڑتا ہے جب انسان معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے عہد و پیمان انفرادی اور اجتماعی طور پر پورا کرے۔ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ SOCIAL CONTRACT ز۔۔۔ فرانسیسی مفکر روسونے عمرانی معاہدے معاشرہ اور ریاست صرف عمرانی معاہدے کی بدولت ہی وجود میں آئے ہیں۔ اس لئے ہر انسان دوسرے انسان سے اور پھر اجتماعی طور پر معاشرے اور ریاست اور سب سے اہم اپنے خالق حقیقی سے کیے گئے وعدے پورے کرے ورنہ ریاست اور معاشرہ دونوں بکھر جاتے ہیں اور انسان زبردست انتشار، افراتفری اور زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔ ز۔۔۔ ہیگل نے عہد و پیمان کو کائنات کی تخلیق کی بنیاد قرار دیا ہے۔

ز۔۔۔ روسو کے علاوہ یونانی مفکرین مثلاً افلاطون نے اپنی کتاب ریپبلک اور سقراط اپنے ڈائیلاگ اور ارسطو نے بوٹیکا میں عہد و پیمان (پورے نہیں کرتی وہ) COMMITMENT ان خیالات پر سب سے زیادہ زور دیا ہے کہ جو قوم اپنی انحطاط کا شکار ہو کر گمراہی کے لامتناہی سلسلہ میں گم ہو جاتی ہے۔

ز۔۔۔ ماورے تنگ عہد و پیمان کو انسانیت کا زیور قرار دیتا ہے۔

ز۔۔۔ قرآن پاک کی سورہ مائدہ میں ارشاد ربانی ہے ”اے ایمان والو اپنے معاہدے پورے کرو اور پھر مزید فرمان ہے کہ جو لوگ اپنے میثاق توڑ دیتے ہیں ہم ان کے دل اس پتھر کی طرح سیاہ کر دیتے ہیں جو جہنم کی آگ میں سب سے نیچے پڑا ہوا ہے اور اسے قاسیہ کہتے ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک میں بار بار وعدے۔۔۔ میثاق۔۔۔ عہد اور معاہدے کی تکریم۔۔۔ تقدیس۔۔۔ پابندی۔۔۔ اور اہمیت کا تذکرہ ملتا ہے، مثلاً ”بے شک وعدے کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔۔۔“ تم اگر اپنے عہد پورے کرو گے تو میں بھی اپنے عہد پورے کروں گا اور جو لوگ اپنے وعدے پورے نہیں کرتے وہ خسارے میں رہتے ہیں۔“

ز۔۔۔ ابن خلدون کے نزدیک وفائے عہد معراج انسانیت ہے۔

قرآن و سنت کی بات ہو یا عمرانی، سماجی، سیاسی فکر و فلسفہ کا ذکر، دنیا کے ہر مذہب، فلسفہ حیات اور طرز فکر میں وعدہ کی اہمیت ہے اور اسے معاشرے کے قیام کا سب سے بڑا ستون قرار دیا گیا ہے اسی لئے حضرت ابوالبلیان علیہ الرحمہ کے نزدیک انسان دوستی کی بنیاد جہاں ایک طرف وعدے اور عہد و پیمان کو پورا کرنے کا عزم ہے تو دوسری طرف معاشرتی زندگی میں انسان پر اعتماد، بھروسہ اور اس کی ذات کا بھرم بھی ہے۔۔۔ بقول ساحر لدھیانوی

صبح کے نور پر تعزیر لگانے کیلئے

شب کی سنگین سیاہی نے وفاماںگی ہے

اور کبھی موصوفیوں رقم طراز ہیں

لیکن اے عظمت انساں کے سنہرے خوابو

میں کسی تاج کی سطوت کا پرستار نہیں

میں تمہارا ہوں لٹیروں کا وفادار نہیں

اسے انسان دوستی کہتے ہیں۔ جو شخص انسان کی عظمت کا قائل ہے وہ لٹیروں کا وفادار نہیں ہو سکتا۔
ز۔۔۔ وعدہ اور عہد سب سے بڑی امانت ہے اس کے بارے میں لاطینی مفکرین عالمی سطح پر معاہدات کے احترام کے
بارے میں کہتے ہیں

PACTA SUNT SERVENDA

ترجمہ: اے انسانو! اپنے عہد اور وعدے پورے کرو کیونکہ اسی میں انسانیت کی بقاء ہے۔
عہد اور وعدہ کے ساتھ وفا کرنے والے انسان کی عظمت کے گیت گاتے ہیں اور ان کے پاس ہر مصیبت کا علاج ہوتا
ہے۔ زمانہ ان کی مرضی کے مطابق چلتا ہے جیسا کہ فیض احمد فیض فرماتے ہیں
جو تجھ سے عہد وفا استوار رکھتے ہیں
علاج گردش لیل و نہار رکھتے ہیں
انسان سے محبت کا درس اس قدر عظیم ہے کہ ایفائے عہد، اپنے وطن، مذہب اور خدا تعالیٰ کے ساتھ نبھانے میں بڑی
بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ ہاں! اگر وہ عہد امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہو تو کربلا جہنم لیتی ہے۔
تیرے کوچے سے چن کر ہمارے علم
اور نکلیں گے عشاق کے قافلے
جن کی راہ طلب میں ہمارے قدم
مختصر کر چلے درد کے فاصلے

اسی لئے حضرت ابوالبلیان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، ”جس میں امانت کی حفاظت نہیں اس
“میں ایمان نہیں اور جس میں وعدے کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں
اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ امانت کی حفاظت اور وعدے کی پابندی دین و ایمان کے لوازمات ہیں اور جو شخص اس
سے خالی ہو وہ ناقص ہے اور اسے اپنے ایمان کی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔
تصوف انسان دوستی کا مظہر ہے

حضرت ابوالبلیان کے نزدیک تصوف کی بنیاد بیعت سے شروع ہوتی ہے اور بیعت کے بارے میں آپ یوں فرماتے

! ہیں

یہ قرآنی اصطلاح ہے اور احادیث مبارکہ اور کتب تفاسیر و تصوف میں بھی کثرت کے ساتھ یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ بیعت کرنے والوں کو رضائے الہی اور فتح و نصرت کی بشارت سنائی گئی ہے۔ بیعت، بخشش اور دعا کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ بیعت سے مراد خود کو مرد کامل و مرشد برحق کی رضا کے تابع کرنا ہے۔ بیعت انسان دوستی کا اہم عنصر ہے۔ تصوف انسان دوستی کا مظہر ہے۔۔۔ باطن کی صفائی اور عرفان ذات کا ذریعہ ہے۔۔۔ تصوف فردوس تخیل میں قدرت کی بہار ہے۔۔۔ خود شناسی، خدا شناسی ہے اور تزکیہ نفس ہے۔۔۔ یہ سوزدروں ہے۔۔۔ یہ جوش اضطراب اور دردِ استفہام ہے۔۔۔ یہ عشق کے صحیفہ کی تفسیر ہے۔۔۔ تصوف چمن سراپا سوز و ساز ہے۔۔۔ یہ بزم قدرت کا پیامی ہے، اسی لئے یہ سوز پنہاں ہے۔۔۔ تصوف محبت نوع انساں ہے۔

یہ ایک ایسا حرفِ راز ہے جو جنوں کا درس دیتا ہے۔۔۔ ضمیر پاک و نگاہ بلند اور حسن شوق من کی دنیا میں ڈوب کر سراغ زندگی پالیتا ہے اور پھر من کی دنیا کو سوز و مستی اور جذب و شوق میں ڈھال دیتا ہے۔۔۔ یہ وہ درد ہے جس کی کسک لازوال ہے۔۔۔ یہ دلوں کو مرکز مہر و وفا کر دیتا ہے تاکہ وہ حریم کبریا سے آشنا ہو سکیں۔۔۔ اس سے انسان کا سینہ روشن ہو جاتا ہے اور اس کا سوز سخن عین حیات بن جاتا ہے۔۔۔ یہ ایک ایسی متاع بے بہا ہے جو کہ درد و سوز و آرزو مندی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور پھر انسان مقام بندگی دے کر بھی شان خداوندی نہیں لیتا۔

تصوف فیضانِ نظر ہے جو صحبتِ شیخ سے حاصل ہوتا ہے۔۔۔ یہ ادب گاہ محبت میں نگاہ کا تازیانہ ہے۔۔۔ اس میں لذت آہ سحر گاہی ہے۔۔۔ تصوف دانائے راز ہے۔۔۔ یہ گریہ سحری اور آہ نیم شبیہ، جس سے نگاہ کی تیغ بازی جنم لیتی ہے۔۔۔ تصوف خودی کا راز داں اور خدا کا ترجمان ہے۔۔۔ یہ شبستانِ محبت میں حریر و پر نیاں ہے۔۔۔ یہ زور حیدر، فقر بوذر اور صدق سلیمان ہے۔۔۔ یہ مردِ مومن کی وہ نگاہ ہے جس سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔۔۔ یہ راز درون حیات ہے جس سے بیداری کائنات ہے۔

تصوف دراصل فقرِ غیور ہے۔۔۔ تصوف حکمتِ ملکوتی اور علمِ لاہوتی ہے۔۔۔ یہ ذکرِ نبی ہے۔۔۔ یہ مراقبہ میں سرور کا نام ہے۔۔۔ یہ دل و نگاہ کی مسلمانی ہے۔۔۔ تصوف ذکر و فکر و جذب و سرور ہے اور اس میں مستی پائی جاتی ہے۔۔۔ تصوف جذبِ دروں ہے تصوف جمالِ عشق و مستی ہے جس کے جلال میں بے نیازی ہے۔۔۔ جب یہ کمالِ عشق

و مستی ہوتا ہے تو پھر ظرف حیدر ہے اور جب زوال عشق و مستی ہوتا ہے تو پھر حرف رازی ہے۔۔۔ یہ دم جبریل ہے۔۔۔ یہ عشق دل مصطفیٰ ﷺ ہے۔۔۔ یہ صدق خلیل اور صبر حسین ہے۔۔۔ یہ فقر جنید و بایزید ہے اور اس کی نگاہ ناز سے عقل غیاب و جستجو اور عشق حضور و اضطراب بن جاتا ہے۔۔۔ یہ ایک ایسا جذبہ مسلمانی ہے جس میں افلاک کے راز پوشیدہ ہیں۔

جو لوگ اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں وہ فقط نگاہ سے دل کے فیصلے کرتے ہیں اور ان کی نگاہ بلند، سخن دلنواز اور جاں پر سوز ہوتی ہے۔۔۔ وہ حدیث رندانہ جانتے ہیں اور اسرار کتاب سے واقف ہوتے ہیں۔۔۔ تصوف آداب خود آگاہی سکھاتا ہے جس سے غلاموں پر بھی اسرار شہنشاہی کھل جاتے ہیں۔۔۔ یہ وہ آہ سحر گاہی ہے جو یقین کی دولت انسانوں میں پیدا کر دیتی ہے اور یقین تو حید ہے۔۔۔ یقین رسالت ہے۔۔۔ یقین شریعت ہے۔۔۔ یقین طریقت ہے۔۔۔ یقین معرفت ہے۔۔۔ اور یقین ہی عین عبادت ہے۔

حضرت ابوالبلیان علامہ محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ، العزیز فرماتے ہیں کہ یقین ایک قوت ہے جس سے انسان حقیقت تک پہنچتا ہے تاکہ انسان کے دل اور روح کے اندر وجود باری کا کامل احساس بیدار ہو جائے اور تصوف۔۔۔ اللہ کی زمین پر عاجزی سے چلنے کا نام ہے۔

عالمی ادارہ تنظیم الاسلام۔۔۔ لمحہ بہ لمحہ

علامہ تنویر حسین مجددی

اجتماعی اعتکاف

جلوت و خلوت کا حسین امتزاج

بندہ و مولا کا تعلق ایک اٹوٹ انگ ہے جو کسی حال میں بھی منقطع نہیں ہوتا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ خود بندہ اپنی غفلتوں، نادانیوں اور عصیاں کاریوں کے ساتھ اس تعلق کو کمزور سے کمزور تر کر دے۔۔۔ مگر وہ کریم آقا اپنے جفا شعار بندے کو بھی کسی حال میں تنہا نہیں چھوڑتا۔ اسکی رحمت تو ہر رات اپنے بندوں کو اس صدا کے ساتھ پکارتی ہے ہل من مستغفر اغفر لہے کوئی میرے در سے رحمت کی بھیک لینے والا؟۔۔۔ میرا کرم بڑھ کے اس کا استقبال کرے گا۔

یہ ٹھیک ہے کہ یہ دنیوی سماعتیں اس اعلان عام کو سننے سے قاصر ہیں مگر اہل دل اور ارباب نظر کی سماعتوں سے یہ اعلان عام ضرور ٹکرایا کرتا ہے اور انکی چشم حیراں اسرار خداوندی کے بے شمار نظارے کرتی ہے۔ یہ رحمت خداوندی کی نویدیوں تو سارا سال سنائی دیتی ہے مگر اس گردش دوراں میں کچھ خاص لمحے ایسے بھی ہیں جب رحمت کی یہ برکھالمحہ بہ لمحہ کرم گستر بن کر بندگان خدا پر برستی ہی رہتی ہے۔ وہ مبارک دن، وہ سعید راتیں اور وہ مقدس ساعتیں ماہ نور و سرور رمضان المبارک کے پر کیف لمحات ہیں جس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا دوزخ سے آزادی سے موسوم ہے۔ مسلمانان عالم عموماً اسی عشرہ میں سنت اعتکاف کو تازہ کرتے ہیں۔

ذرا سوچو تو سہی کہ آخر وہ کونسی قوت ہے جو بندے کو پورا عشرہ اپنی فیکٹری، اپنے کاروبار، اپنی زمینیں، اپنی تجارت، بیوی بچوں اور دنیوی جنجھلوں سے کٹ کر رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ پھر اس پر مستزاد کہ ان دنیوی مصروفیات کا بالائے طاق رکھنا کسی سزایا مجبوری کا شاخسانہ نہیں بلکہ ہر کوئی اپنی خوشی سے اور اپنے مولا کی رضا کی خاطر ساری کائنات سے کٹ کر اپنے خالق و مالک سے لو لگالتا ہے اور اپنے کریم آقا کے در سے بھیک لینے کی غرض سے دھرنامار کے لمحہ بہ لمحہ اپنے خالق و مالک کی یاد میں مستغرق رہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر بندے اور مولا کا یہ تعلق ایسا کیوں ہے کہ بندہ یکسر ایسی کیفیت اختیار کر لیتا ہے کہ وہ جلوت پہ خلوت کو ترجیح دیتا ہے۔۔۔ پھر اس دھرنے میں بندے کو اپنے مولا کے در سے کیا ملتا ہے؟

اس سوال کا جواب خود تاجدار کائنات، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا جو بندہ مومن ثواب کی نیت سے ماہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرے گا تو بارگاہ خداوندی سے اس کو دو حج اور دو عمرے ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔۔۔ اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔۔۔ اور اس کو لیلۃ القدر کی بے مثال عظمتیں اور سعادتیں نصیب ہوں گی۔

اسی مژدہ جانفزا کے حصول کیلئے یوں تو مسلمانان عالم انفرادی طور پر قریہ بہ قریہ سنت اعتکاف کو زندہ کرتے ہیں۔۔۔ مگر عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کے زیر اہتمام ادارہ کے مرکزی سیکرٹریٹ درگاہ حضرت ابوالبلیان علیہ الرحمہ گوجرانوالہ میں ہر سال اعتکاف کی صورت میں شہر محبت بسایا جاتا ہے اور آنے والے سینکڑوں خوش نصیبوں کو علمی، فکری، روحانی اور جسمانی ضیافتوں سے نوازا جاتا ہے۔ حسب سابق امسال بھی جانشین حضرت ابوالبلیان حضرت

علامہ صاحبزادہ پیر محمد رفیق احمد مجددی مدظلہ امیر اعلیٰ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کی زیر نگرانی تمام تر پروگرام کاشیڈول حسب سابق کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا کہ یہاں اعتکاف کرنے والے بے شمار رحمتوں، علمی، فکری اور روحانی دولتوں کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس اور تطہیر باطن کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹے۔ اس شہر محبت کے نظام الاوقات میں انفرادی و اجتماعی عبادات۔۔۔ تلاوت قرآن۔۔۔ حلقہ ہائے ذکر و فکر۔۔۔ علمی فکری مباحثے۔۔۔ دروس قرآن۔۔۔ دروس احادیث۔۔۔ دروس فقہ۔۔۔ سوال و جواب کی نشستیں۔۔۔ درود پاک کی نشستیں۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر جانشین حضرت ابوالبلیان مدظلہ کا معتکفین کے قلوب و اذہان کی ظاہری و باطنی آبیاری کرنا پروگرام کا حصہ ہیں۔ علاوہ ازیں ادارہ کے ممتاز مذہبی سکالرز اور تنظیم الاسلام علماء کونسل کے اراکین علماء کرام مختلف اہم امور پر قرآن و احادیث کی روشنی میں تبادلہ خیال کرتے رہے اور حاضرین کی علمی فکری گتھیاں سلجھاتے رہے۔

رات کے پچھلے پہر جب اس کوچہ محبت کے مکین اپنے پروددگار کے حضور حاضر ہو کر دست بدعا ہوتے ہیں تو اشکوں کے بند ٹوٹ جاتے ہیں اور دیر تک در مصطفیٰ پر حاضر رہ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ رات کے پچھلے پہر یہ منظر نہایت ایمان افروز اور ناقابل فراموش ہوتا ہے۔ ہاں ہاں۔۔۔ یہ تمام تر روحانی اور وجدانی مناظر یہاں ہر رات نظر آتے رہے۔ سچی بات تو یہ ہے اپنے مرشد کامل کے قدموں میں بیٹھ کر اعتکاف کے کچھ اور ہی مزے ہیں۔

الغرض درگاہ حضرت ابوالبلیان علیہ الرحمہ میں سنت اعتکاف کو زندہ کرنے والے خوش نصیب چاند رات کو جب رحمت خداوندی کے جلو میں اپنے گھروں کو واپس لوٹے تو نگاہ مرشد کے صدقے ان کے قلوب و اذہان علمی فکری مسرتوں سے لبریز اور روحانی سعادتوں سے مالا مال تھے۔ اس پر مستزاد کہ جانشین حضرت ابوالبلیان صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی مدظلہ نے ہر معتکف کو انفرادی و اجتماعی دعاؤں سے نوازا اور سینے سے لگا کے رخصت کیا تو یہ منظر بڑا رقت آمیز تھا۔ بیٹے ہوئے لمحوں کی یاد قلب و جگر کو تڑپا رہی تھی کہ خدا جانے اگلے سال یہ سعادتیں نصیب ہوں نہ ہوں۔ چنانچہ یہ ارباب دل یہاں سے پچشم پر نعم یہ دعا کرتے ہوئے رخصت ہوئے

الہی تابدا آباد آستانِ یار رہے

آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

جشن نزول قرآن

بے بہا انوار خداوندی کا حسین منظر

عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کے زیر اہتمام ادارہ کے مرکزی سیکرٹریٹ درگاہ حضرت ابوالبلیان گوجرانوالہ میں مورخہ 26 رمضان المبارک بمطابق 17 ستمبر 2009ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء جشن نزول قرآن کے عنوان سے نہایت ایمان افروز اور روح پرور تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ درگاہ حضرت ابوالبلیان میں ادارہ کے زیر اہتمام پروگرامز گوجرانوالہ ڈویژن میں سب سے بڑے اور مثالی ہوتے ہیں کیونکہ یہاں کا حسن انتظام و انصرام، ہزار ہا افراد کے نشست و برخاست کا بہترین اہتمام، عوامی جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اور انکی امنگوں کے مطابق ہر سال ملک پاکستان کے خوب سے خوب تر پڑھنے والے قراء اور نعت خواں حضرات کو دعوت دی جاتی ہے۔ پھر پنڈال میں جگہ نہ ہونے کی بناء پر مسجد کے ملحقہ بازاروں اور ان کے ملحقہ دیگر مقامات پر عوام الناس (خواتین و حضرات) کے بیٹھنے کا پورا انتظام کیا جاتا ہے اور وہاں ڈیجیٹل پروجیکٹرز کے ذریعے تمام تر پروگرام ان تک بحسن و خوبی پہنچایا جاتا ہے۔ حسب معمول جشن نزول قرآن کے اس پروگرام میں ہزاروں افراد کی سہولت کے لئے 5 عدد ڈیجیٹل پروجیکٹرز لگائے گئے جن کی بدولت عوام الناس آخر تک بڑے ذوق و شوق سے تشریف فرما رہے۔ وطن عزیز میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی اور امن و امان کی ناگفتہ بہ صورت حال کے پیش نظر تنظیم الاسلام فورس کے جوانوں نے پورے ماحول پر بڑی کڑی نگرانی رکھی اور پوری تندہی سے اپنے فرائض سرانجام دیئے، جس کے نتیجے میں عوام الناس کسی بھی ناگوار صورت حال سے بے خوف ہو کر اور پورے اطمینان کے ساتھ ذکر و عبادت میں مصروف رہے۔ یہ تمام تر انتظامات، جانشین حضرت ابوالبلیان حضرت علامہ صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی مدظلہ کی مدبرانہ کاوشوں اور عقابانی نگاہوں کی بناء پر ممکن ہوئے جن پر پورے عزم و یقین سے عمل کیا گیا۔

اس حسین پروگرام میں ملک پاکستان کے نامور قراء و نعت خواں حضرات خصوصاً استاذ القراء قاری محمد حبیب اللہ چشتی (سیالکوٹ) فخر القراء قاری محمد خادم بلال مجددی (گوجرانوالہ) بلبل باغ مدینہ سید زبیب مسعود شاہ (راولپنڈی) ممتاز نعت گو شاعر جناب محمد علی سجن (فیصل آباد)، مداح حبیب لبیب جناب حافظ عبداللطیف (اگوکی)، ممتاز نعت گو شاعر جناب محمد عبدالستار نیازی مرحوم کے فرزند جناب محمد شاہد نیازی (فیصل آباد)، بابائے نعت جناب اختر حسین قریشی (لاہور) اور حماد رسالت مآب جناب محمد عارف ماجد مجددی (گوجرانوالہ) اس ایمان افروز پروگرام کی زینت بنے

اور اپنے اپنے لُحْنِ داؤدی سے حاضرین و سامعین کو خوب محفوظ کیا۔

آخر میں جانشین حضرت ابوالبلیان مدظلہ نے قرآن حکیم بحیثیت صحیفۃ انقلاب کے عنوان پر نہایت مدلل اور محققانہ خطاب فرمایا اور آخر میں خصوصی دعا فرمائی۔

شب برأت ہو یا شب قدر، رات کے پچھلے پہر ہونے والی یہ دعا اپنے حسن صوری و معنوی کی بدولت پورے پاکستان میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ وطن عزیز کے کونے کونے سے ہزاروں جبکہ دیار غیر کی سرحدیں عبور کر کے کثیر تعداد میں احباب اس دعا میں شامل ہو کر آمین کہنے کے لئے سارا سال انتظار کرتے ہیں۔

بوقت سحر دعاؤں کا سلسلہ جب دراز ہونے لگتا ہے تو تمام حاضرین بتیاں بجھا کر اور ساری دنیا سے کٹ کر اللہ کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں اور پر سوز صدا کی لہریں جب ہوا کے دوش پر سوار ہو کر مجمع کی سماعتوں سے ٹکراتی ہیں تو اک طرف ساری زندگی کے پاپ شیشے کی طرح سامنے آ جاتے ہیں تو دوسری طرف رحمت خداوندی کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر۔۔۔ تو دعا کرنے والے دل بسمل کی طرح لوٹ لوٹ جاتے ہیں، رات کی تاریکی میں ماہوں اور سسکیوں کا اک طوفان ہنگامہ آراء ہوتا ہے، اشکوں کے بند ٹوٹ جاتے ہیں اور گریہ زاری کا یہ سلسلہ دیر تک جاری رہتا ہے۔ بالآخر یہ سلسلہ جب رحمت خداوندی کے سہارے امید کرم پر ختم ہوتا ہے تو ہزاروں خوش نصیبوں کے منہ اشکوں سے دھل چکے ہوتے ہیں اور دعا کے اختتام پر سنت نبویہ کے مطابق جب وہ منہ پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو انہیں اپنی دعاؤں کے اک اک لفظ کی قبولیت کا یقین ہو جاتا ہے۔

درگاہ حضرت ابوالبلیان کی اس انفرادی خصوصیت کا سبب یہ ہے کہ یہاں خانہ خدا بھی ہے اور حضرت ابوالبلیان علیہ الرحمہ کی درگاہ معلیٰ بھی۔۔۔ ان مقامات مقدسہ کے جلو میں کی گئی دعائیں، باقی مقامات کی نسبت قبولیت عاجلہ میں ایک منفرد مقام رکھتی ہیں۔

اللھم زد فزد ولا تنقص بحر مہ سید المرسلین۔ اللھم آمین

دروس قرآن مجید

قرآن مجید وہ صحیفۃ انقلاب ہے جس کے لفظ لفظ میں انسانی ہدایت اور فوز و فلاح کا نور کار فرما ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ماہ نور و سرور رمضان المبارک کے ساتھ قرآن حکیم کو خصوصی نسبت حاصل ہے کیونکہ یہی وہ ماہ مقدس ہے جس

کی اک قدر والی رات میں قرآن حکیم کا نزول ہوا۔ چونکہ ماہ رمضان میں دلوں کی کھیتی رحمت خداوندی کی آبیاری کی بدولت بڑی زرخیز اور گداز ہوتی ہے اس لئے قرآن حکیم کی تاثیرات جلد ہی یہاں گھر کر جاتی ہیں۔ چنانچہ خصوصاً ماہ رمضان المبارک میں بعد نماز فجر جگہ جگہ دروس قرآن کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اس ماہ مبارک میں عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کے فاضل علماء کرام نے شہر کے مختلف مقامات مثلاً ماڈل ٹاؤن، فرید ٹاؤن، کچا فٹومنڈ، پکا فٹومنڈ، کھوکھر کی، طارق آباد، فضل ٹاؤن، گل روڈ، سول لائن، حافظ آباد روڈ، پیپلز کالونی، سوئی گیس روڈ، نوشہرہ روڈ، صدیق اکبر ٹاؤن، دھلے، نیو گلشن کالونی، نواں پنڈ، ابدال، دھونگل، میں فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی جس سے ہزاروں نفوس علوم قرآنی سے بہرہ ور ہوئے۔ واللہ علی ذالک

جس کا اجمالی تذکرہ نذرِ قارئین ہے

مورخہ بروز بمقام

اگست 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد اللہ والی فرید ٹاؤن گوجرانوالہ 28

اگست 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد مریم گلہ مڈل سکول کچا فٹومنڈ 28

اگست 09ء ہفتہ جامع مسجد عثمان غنی نور پورہ کچا فٹومنڈ روڈ 29

اگست 09ء اتوار جامع مسجد بہار مدینہ بنک کالونی فٹومنڈ 30

اگست 09ء اتوار جامع مسجد فخر محمدیہ اتفاق کالونی فرید ٹاؤن 30

ستمبر 09ء منگل جامع مسجد مدنی کبریٰ پکا فٹومنڈ چوک 1

ستمبر 09ء 6 تا 5 روزہ) دھونگل تحصیل وزیر آباد 2

ستمبر 09ء بدھ جامع مسجد شب بھر محلہ طارق آباد 2

ستمبر 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد گلزار مدینہ فضل ٹاؤن 4

ستمبر 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد غازی گل روڈ 4

ستمبر 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد بہار مدینہ پرانی چوکی فرید ٹاؤن 4

ستمبر 09ء اتوار جامع مسجد نورانی کیمپ نمبر 4 سول لائن 6

- ستمبر 09ء اتوار جامع مسجد فخر محمدیہ اتفاق کالونی فرید ٹاؤن 6
- ستمبر 09ء سوموار جامع مسجد صدیقیہ باغبان پورہ حافظ آباد روڈ 7
- ستمبر 09ء سوموار جامع مسجد مدینہ زید بلاک پیپلز کالونی 7
- ستمبر 09ء منگل جامع مسجد غازی گل روڈ 8
- ستمبر 09ء بدھ جامع مسجد گلزار مدینہ سوئی گیس روڈ بلال ٹاؤن 9
- ستمبر 09ء بدھ گلہ پیر قندوالہ حافظ آباد روڈ 9
- ستمبر 09ء جمعرات جامع مسجد شب بھر طارق آباد کھوکھر کی 10
- ستمبر 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد مدینۃ الکوثر نوشہرہ روڈ 11
- ستمبر 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد صابری صابری چوک فرید ٹاؤن 11
- ستمبر 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد عثمانیہ رضویہ محلہ چاہ چوڑہ دھلے 11
- ستمبر 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد مریم کچا فٹمنڈ 11
- ستمبر 09ء ہفتہ جامع مسجد نور مدینہ نواں پنڈ ضلع گوجرانوالہ 12
- ستمبر 09ء ہفتہ جامع مسجد مدینہ نیو گلشن کالونی 12
- ستمبر 09ء ہفتہ جامع مسجد عثمانیہ ابدال 12
- ستمبر 09ء اتوار جامع مسجد بہار مدینہ بینک کالونی فٹمنڈ 13
- ستمبر 09ء اتوار جامع مسجد فخر محمدیہ اتفاق کالونی فرید ٹاؤن 13
- ستمبر 09ء سوموار جامع مسجد عثمان غنی محلہ نور پورہ کچا فٹمنڈ 14
- ستمبر 09ء منگل جامع مسجد مدنی کبریٰ کچا فٹمنڈ چوک 15
- ستمبر 09ء بدھ جامع مسجد غازی گل روڈ 16
- ستمبر 09ء بدھ جامع مسجد گلزار مدینہ تلونڈی کھجور والی 16
- ستمبر 09ء جمعرات جامع مسجد عائشہ کلائمیکس گارڈن 17

ستمبر 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد صدیق اکبر فرید ٹاؤن 18

ستمبر 09ء جمعۃ المبارک جامع مسجد نورانی سول لائن 18

ستمبر 09ء اتوار جامع مسجد گلزار مدینہ بلال ٹاؤن سوئی گیس روڈ 20

ستمبر 09ء اتوار جامع مسجد فخر محمدیہ اتفاق کالونی فرید ٹاؤن 20

ان مقامات پر شیخ طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد رفیق احمد مجددی صاحب امیر اعلیٰ ادارہ اور ادارہ کے فاضل علماء کرام مثلاً علامہ سید خورشید احمد شاہ مجددی، علامہ سید علی عابد شاہ مشہدی، علامہ ابرار حسین ساقی، علامہ محمد بشارت علی مجددی، علامہ محمد نوید اقبال مجددی، علامہ محمد انور سعید مجددی، علامہ محمد لے سین مجددی، علامہ قاری محمد سجاد الحسن مجددی، علامہ ریاض احمد مجددی سلطانی، علامہ شبیر حسین نقشبندی، علامہ شہزادہ محمد عارف مجددی، علامہ نذیر حسین مجددی، علامہ محمد رمضان مجددی، سید طاہر محمود شاہ مجددی، علامہ محمد شہباز احمد مجددی، اور راقم الحروف نے تبلیغ کے فرائض سرانجام دیئے اور ہزار ہا نفوس تک قرآن حکیم کی تعلیمات بہم پہنچائیں۔

والحمد للہ علی ذالک

ثناء خوان رسول، صوفی باصفا

الحاج صوفی محمد صادق کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ محمد اکبر ہریکوٹی

پیکر اخلاص، عاشق رسول الحاج صوفی محمد صادق کیلانی رحمۃ اللہ علیہ خوش الحان نعت خواں، باعمل شخصیت اور سچے عاشق رسول تھے۔ آپ 90 سال کی شاندار زندگی گزارنے کے بعد عید الفطر کی چاند رات کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کے وصال سے ریاض رسول میں چہکنے والا بلبل ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گیا اور گلزار نعت کا گل نو بہار نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ آپ کو حضرت قبلہ میاں شیر محمد شر قیوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تاجدار روحانیت حضور قبلہ الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے استاد محترم عالم

باعمل حضرت مولانا امام دین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے پہلو میں کوٹ ہر اضلع گوجرانوالہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کو بچپن ہی سے شمس العارفین حضور قبلہ پیر سید نور الحسن شاہ بخاری تاجدار حضرت کیلیانوالہ شریف کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل تھی اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی شرقپوری، حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی شرقپوری اور حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری حضرت کرمانوالہ شریف رحمۃ اللہ علیہم کی ملاقات اور زیارت کا شرف بھی حاصل تھا۔

آپ کے اوائل عمر سے لے کر آخر دم تک کے معمولات میں تلاوت قرآن پاک، کثرت درود پاک، فرضی نمازوں کے علاوہ نفلی نمازیں، تہجد، اوابین، چاشت اور اشراق بھی پابندی سے ادا کرنا شامل تھا، مرحوم بلند اخلاق، اعلیٰ روشن کردار کے مالک، سنت و شریعت اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ آپ کی زندگی اطاعت الہی اور محبت رسول کی زندہ تفسیر تھی۔ جب تک زندہ رہے ثناء خوانی مصطفیٰ کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں عشق رسول کی شمع روشن کیے رکھی۔ تاریخ میں ایسے ہی لوگ حیات دوام کے مستحق ٹھہرتے ہیں جو اپنی زندگی اللہ تعالیٰ اور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کیلئے وقف کر دیتے ہیں۔

الحاج صوفی محمد صادق کیلانی مرحوم کا نام ان کے عمل، روشن کردار اور عشق رسول کی وجہ سے زندہ رہے گا کیونکہ عشق رسول، محبت صحابہ، حب اہل بیت و اولیاء کرام انکا افتخار اور اعزاز تھا۔ اپنے مرشد خانے کے ساتھ عقیدت و محبت اور ادب کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے شیخ طریقت کے آستانے کی طرف کبھی بھی پاؤں کر کے نہیں سوئے۔ مرحوم نے پوری زندگی اپنی قوم کو یہی پیغام دیا کہ دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

دعا ہے اللہ رب العزت مرحوم کی کامل بخشش فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ آمین
ادارہ آپ کے لخت جگر علامہ محمد اکبر ہریکوٹی صوبائی سیکرٹری اطلاعات جمعیت علمائے پاکستان اور دیگر پسماندگان کا شریک غم ہے۔

ساخۂ ارتحال

آہ!!!۔۔۔ اک چراغ اور بجھا

مجدد ثانی، شہباز لامکانی، قطب الاقطاب غوث الاغیاء

حضرت خواجہ محمد نامہ ارشاد نھیا لوی المعروف ہادی پاک رحمۃ اللہ علیہ

کے فیض ولایت کے امین

بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، شیخ طریقت

حضرت خواجہ پیر محمد الطاف حسین شاہ مجددی رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نھیا ل شریف ضلع اٹک

طویل علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نہایت حلیم الطبع، مشفق مزاج اور صاحب ذکر و فکر شخصیت تھے،

آپ کی ساری زندگی سالکین کی تعلیم و تربیت میں گزر گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ قبول فرمائے

اور

آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین

ادارہ آپ کی اولاد مجاہد، جملہ پسماندگان اور وابستگان کا شریک غم ہے۔

-----منجانب-----